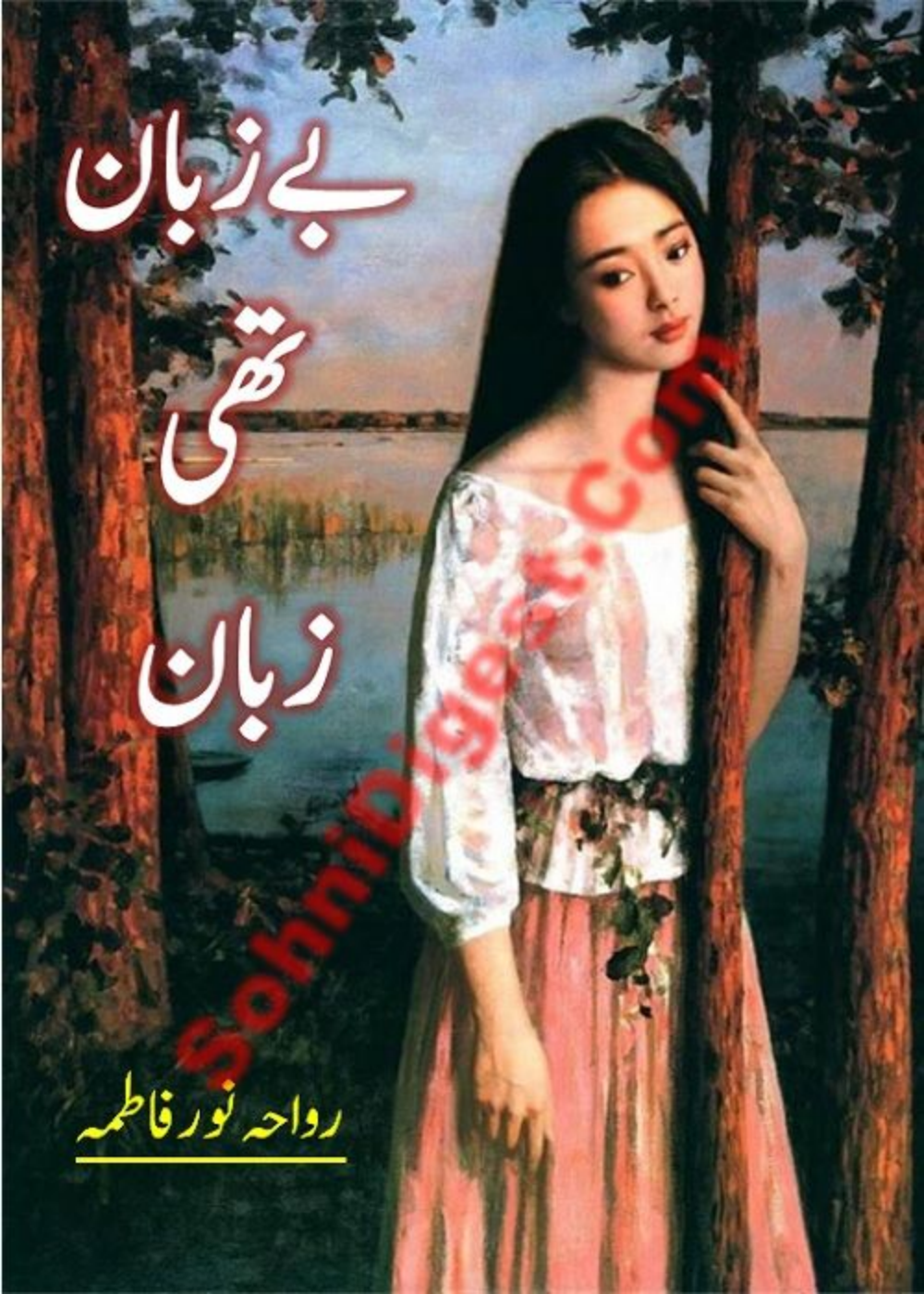


بے زبان

تھی

زبان

رواحہ نور فاطمہ



# بے زبان تھی زبان

رات آسمان کالے بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا، جن سے پانی کی بوندیں بارش کے قطروں کی صورت میں مسلسل گر رہی تھیں۔ بارش اپنے زوروں پر تھی۔ جانور، پرندے اور انسان سب اپنی اپنی پناہ گاہوں میں دبکے بیٹھے تھے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد جب بادل زور سے گرجتے تو ایسے میں سارا منظر روشن ہو جاتا اور اس گرج کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز کانوں میں نہ پڑتی۔

ایسے میں اس لڑکے کی چیخوں کی آواز اس چار دیواری سے باہر سنائی نہ دیتی تھی۔ چیخ چیخ کر اس لڑکے کا گلا بیٹھ چکا تھا لیکن وہ دوا آدمی اسے موٹے ڈنڈوں سے مسلسل مار رہے تھے۔ اس لڑکے کے ماتھے اور بازو سے خون نکل رہا تھا اور باقی جسم پر نیل پڑ چکے تھے۔

کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک سوئڈ بوئڈ شخص اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر آتے ہی وہ دوا آدمی جو اس لڑکے کو مار رہے تھے، کمرے کے ایک کونے میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ ایسے لگتا تھا کہ جہنم کے پھریداروں کی طرح یہ دونوں بھی گونگے اور بہرے تھے اور صرف اپنا کام کر رہے تھے۔

وہ لڑکا اب ٹھنڈے بخ فرش پر بیٹھا درد کی شدت سے کراہ رہا تھا۔ سوئڈ بوئڈ شخص دو قدم چل کر اس لڑکے تک

آیا اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

"جو تم نے آج دیکھا، اگر کسی کے سامنے بیان کیا تو ہم تمہاری حالت ناقابل بیان کر دیں گے۔" وہ کرخت لہجے میں گویا تھا۔ "اور تمہاری ماں اور چھوٹا بھائی جو اس وقت تمہارے یونیورسٹی کے بعد پارٹ ٹائم نوکری سے لوٹنے کا انتظار کر رہے ہیں، وہ جان بھی نہ پائیں گے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا۔ تمہاری لاش انہیں بچ سڑک پر ملے گی اور تمہاری لاش کے پاس تمہاری بوڑھی ماں کی ادویات اور چھوٹے بھائی کی کلر پنسلز ملیں گی جو تم ان کے لیے لے کر جا رہے ہو۔ اور ان دونوں کا واحد سہارا ختم ہو جائے گا۔" اس شخص نے لڑکے کے سینے پر اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے دستک دی اور اپنی بات جاری رکھی۔ "لیکن اگر تم۔۔۔۔۔۔" اس شخص کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ ابھری۔ "اگر تم ہمارا ساتھ دو گے تو تمہارا بھی فائدہ ہوگا اور ہمارا بھی۔ میرا خیال ہے کہ تم انکار کرنا فوراً نہیں کر سکتے اور اگر تم نے کیا تو۔۔۔" اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

وہ لڑکا خوفزدہ نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی بات کاٹ کر فوراً بیٹھے ہوئے گلے کے ساتھ بولا۔ "نہیں نہیں سر، میں آپ کا ساتھ دوں گا اور۔۔۔۔۔۔ اور کسی کو۔۔۔۔۔۔ کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔" اس نے اٹکتے ہوئے بات مکمل کی۔ اس شخص کی معنی خیز مسکراہٹ فاتحانہ مسکراہٹ میں بدل گئی۔

"گڈ، مجھے تم سے یہی امید تھی۔" اس نے لڑکے کا چہرہ نرمی سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ کھڑا ہوا اور ان دو آدمیوں کی طرف مڑ کر کہنے لگا۔ "اس کو پانی پلاؤ اور مرہم پٹی وغیرہ کر کے گھر چھوڑ آؤ۔" اس سوئڈ بوئڈ شخص کی تحکمانہ آواز بادلوں کی گھن گرج میں اس چار دیواری کے اندر ہی دب گئی جبکہ باہر چاروں طرف بارش کا شور پھیلا ہوا تھا۔

☆.....☆.....☆

ہر بھیا نک رات کے بعد روشن صبح طلوع ہوتی ہے۔ اسی طرح طوفانی بارش کی اس رات کی اگلی صبح بھی بہت روشن اور خوشگوار تھی۔

تین افراد کے اس گھر پر بھی صبح بہت خوبصورت اتری تھی۔ ہر طرف ناشتے کی خوشبو پھیلی تھی۔ ایسے میں اس نے اپنے بال باندھتے ہوئے پونی کو آخری بل دیا اور جلدی سے جوتے پہنے لگی۔ اس نے اپنا بیگ اور فائل

اٹھائی اور جلدی میں باہر کی جانب دوڑی۔ لاؤنچ سے نکلتے ہوئے اسے یاد آیا کہ گاڑی کی چابی تو اندر رہ گئی ہے۔ وہ اٹھنے پھرتی اور اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر چابی کی تلاش میں نظریں گھمانے لگی۔ کارزن ٹیبل پر موجود گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکل آئی۔ سیڑھیاں اتر کر ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی کہ مسرت بوا کی آواز پر رکی۔

"انیہ بیٹا، ناشتہ تو کرتی جاؤ۔ یہ نہ ہو کہ پڑھائی کی زیادتی کے باعث بیمار پڑ جاؤ۔"

انیہ نے پلٹ کر مسرت بوا کی جانب دیکھا۔ "نہیں بوا، فی الحال تو لیٹ ہو رہی ہوں، بس یہ جوس پی لیتی ہوں۔" اس نے قریب ہی موجود ڈائنگ ٹیبل پر رکھے جگ میں سے اورنج جوس گلاس میں انڈیلا اور ایک ہی سانس میں پی گئی۔

"بوا! آج مانو کیوں نہیں جاری؟ میں اسے اٹھانے گئی تو بولی، مجھے آج نہیں جانا۔" انیہ نے بوا کی بیٹی مومنہ کے متعلق پوچھا جسے سب پیار سے مانو کہتے تھے۔

"مومنہ رات دیر تک کچھ کام کر رہی تھی، اسی لیے شاید آج یونیورسٹی نہ جا رہی ہو" مسرت بوا نے اسے بتایا "اچھا ٹھیک ہے بوا۔ میں چلتی ہوں، خدا حافظ!"

"خدا حافظ بیٹا۔ اپنا خیال رکھنا اور دھیان سے گاڑی چلانا۔" بوا روز کی طرح یہ نصیحت کرنا نہ بھولیں۔ "اچھا جی!" انیہ نے بھی جاتے جاتے آواز لگادی اور مسرت بوا لاؤنچ میں کھڑی اپنے بھائی کی آخری نشانی "انیہ صدیق" کو جاتے دیکھتی رہیں۔

مسرت بوا اور صدیق اصغر دو ہی بہن بھائی تھے۔ دونوں بہن بھائی شادی شدہ اور خوش باش تھے۔ انیہ کی پیدائش پر کچھ پیچیدگیوں کے باعث جب انیہ کی ماں کی وفات ہو گئی تو صدیق صاحب اس دودن کی بچی کو لے کر اپنی بہن کے ہاں آ گئے۔ مسرت بوا کی اپنی بیٹی مومنہ اس وقت چار ماہ کی تھی۔ مسرت بوا نے بھائی کو خوش آمدید کہا اور انیہ کو ماں بن کر گلے لگایا۔

مسرت بوا کے شوہر جمیل پھوپھا اپنے کاروبار کے سلسلے میں اکثر شہر شہر گھومتے تھے اور گھر پر کم ہی پائے جاتے تھے۔ جمیل پھوپھا اچھی طبیعت کے مالک تھے، اسی لیے انہیں صدیق صاحب کے ان کے ہاں رہنے پر کوئی اعتراض نہ ہوا۔



جب انیہ سات سال کی ہوئی تو صدیق صاحب بھی اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ مسرت ہوانے انیہ اور مومنہ کی اکٹھے پرورش کی اور دونوں میں کوئی فرق نہ رکھا۔ دونوں ایک ہی سکول، ایک ہی کالج گئیں اور اب ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتی تھیں۔ دونوں میں بہنوں جیسی محبت تھی۔ دونوں ہی خوبصورت اور چنچل تھیں مگر انیہ کچھ زیادہ سنجیدہ، بہادر اور ذمہ دار تھی جبکہ مومنہ اکثر چھوٹی چھوٹی باتوں کو ہوا بنا لیتی تھی۔ جب وہ دونوں کالج جانے لگیں تو مسرت ہوانے بوتیک کھول لیا۔ اکیلی گھر میں رہ کر کیا کرتیں۔ دو سال پہلے جمیل پھوپھا کی وفات کے بعد اس گھر میں صرف تین ہی افراد رہتے تھے۔

جب انیہ کی گاڑی گیٹ سے باہر نکل گئی تو مسرت ہوا اپنے خیالات سے چونکیں اور مسکرا دیں۔ پھر گھر کی ملازمہ "پروین" کو آواز دے کر چائے لانے کا کہا اور دیگر ہدایات دیئے لگیں۔

☆.....☆.....☆

وہ ہاتھ لے کر باہر نکلا تو ٹاڈل سے اپنے بال خشک کر رہا تھا۔ اس نے نائٹ ٹراؤزر اور بنیان زیب تن کر رکھی تھی۔ بال خشک کرنے کے بعد وہ ڈیرینک ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا۔ اتنے میں اس کے کمرے کے دروازے پر مخصوص دستک ہوئی اور ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں دو پریسڈ (استری شدہ) شرٹس پکڑ رکھی تھیں۔

"سر، آج آپ کون سی شرٹ پہنیں گے؟" مؤدب سے ملازم نے اسے شرٹس دکھاتے ہوئے کہا۔ اس نے ڈیرینک ٹیبل میں لگے آئینے میں شرٹس دیکھیں اور انگلی کے اشارے سے ملازم کو بتایا۔ ملازم نے اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑی شرٹ کو اس کے بیڈ پر رکھا اور جس طرح اندر آیا تھا، اسی طرح واپس لوٹ گیا۔

تیار ہو کر اپنا سامان لے کر وہ اپنے کمرے سے نکلا اور ناشتہ کرنے کے لیے ڈائیننگ ٹیبل پر گیا تو وہاں صرف اس کی مام اور چھوٹی بہن موجود تھیں۔ جب وہ کرسی کھینچ کر بیٹھا تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے ان دونوں کو سلام کیا۔ مائدہ نے اونچی آواز میں اس کے سلام کا جواب دیا جبکہ مام نے یونہی سر کے اشارے سے جواب دیا۔ ملازمہ نے ناشتہ لا کر اس کے سامنے رکھا تو وہ نیپکن پھیلا کر ناشتہ کرنے لگا۔

"تمہارے ڈیڈ آج جلدی آفس چلے گئے۔ ان کی کوئی میٹنگ تھی، کوئی ڈیلی گیشن آنا ہے آج سعودیہ سے،

اس لیے۔ "وہ ناشتے میں مصروف تھا اور ساتھ ساتھ اقراء کا خبرنامہ بھی سن رہا تھا جو روز صبح اسے سنایا جاتا تھا۔  
مائدہ خاموشی سے اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

"اور ضامن اور تمہاری سدرہ بھابی مزید دو ہفتے گلگت میں رکیں گے، کیونکہ پھر ان دونوں نے انگلینڈ واپس  
چلے جانا ہے تو وہ دونوں اپنے یادگار دن پاکستان کے خوبصورت شمالی علاقہ جات میں گزارنا چاہتے ہیں۔"  
ساتھ ساتھ اقراء چائے کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ لے رہی تھیں۔

"بھائی! آج آپ کی یونیورسٹی میں کوئی فنکشن ہے کیا؟ کافی فوج رہے ہیں۔" مائدہ نے بھی مداخلت کی۔  
اس نے نفی میں سر ہلادیا جبکہ اقراء مسکرا دیں۔

"اچھے لگ رہے ہو آج بیٹا۔" اقراء نے اسے کہا اور چائے کا خالی کپ ٹیبل پر رکھ کر وہاں سے اٹھ گئیں۔  
ناشتے سے فارغ ہو کر اس نے اپنا سامان اٹھایا اور اقراء کے پاس اس کے کمرے میں گیا۔ اسے دیکھ کر وہ  
اس کے سامنے آئیں اور اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

"اللہ حافظ! خیال رکھنا اپنا۔"

جب وہ گھر سے باہر نکلا تو اس کے دوست سمیر کی کار سامنے ہی کھڑی تھی۔ اس نے اپنا سامان بیک سیٹ پر  
رکھا اور خود فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھا۔

"تیری گاڑی ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی جو تو نے صبح سویرے میج کر کے مجھے بلا لیا۔" سمیر نے کار شارٹ کر  
کے آگے بڑھا دی۔ اس نے نفی میں سر ہلادیا۔ سمیر نے ایک نظر اس کے حلیے پر ڈالی اور ستائشی لہجے میں بولا۔  
"یار زمان، تو کہاں سے اتنی ڈیشننگ پر سنا لٹی لایا ہے۔ لالے، آج اچھا لگ رہا ہے۔"  
زمان یوسف نے مسکرا کر سادگی سے کندھے اچکا دیے۔

☆.....☆.....☆

انیہ جلدی میں گاڑی ڈرائیو کرتی یونی پینچی، گاڑی پارک کی اور بھاگم بھاگ اپنے ڈیپارٹمنٹ پہنچی۔ اس کی  
دونوں دوستیں کافہ اور مریم اسے کلاس روم کے باہر ہی مل گئیں۔

"اللہ کا شکر ہے کہ پورے ٹائم پر پہنچی ہوں، آدھا لیکچر مرس ہونے سے رہ گیا اور تم دونوں کیوں باہر کھڑی ہو؟

اندر چلو، سرشبیر کلاس سارٹ کرنے ہی لگے ہونگے۔ "انیہ نے پہنچتے ہی اپنے آنے کی خبر دی۔ وہ روز یونہی بدحواسی کے عالم میں یونی پہنچتی تھی تاکہ شبیر صاحب کا لیکچر مس نہ ہو جائے۔

پروفیسر شبیر تقریباً پوری یونیورسٹی کے آئیڈیل تھے۔ قابل دید پر سنالٹی، اوپر سے جس مشفق انداز میں وہ ٹاپک سمجھاتے تھے، سبھی ان کے گرویدہ ہو جاتے تھے۔ وہ بات بھی نہایت نرم لہجے میں کرتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ یونیورسٹی کے مشہور و معروف پروفیسرز میں سے ایک تھے اور ان کے وائس چانسلر کے ساتھ بھی دوستانہ روابط تھے۔ مگر صرف ایک بات ان کی شہرت پر داغ تھی۔

"پہلی بات، السلام علیکم!" کافہ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اور دوسری بات، آج کی خبر یہ ہے کہ پروفیسر شبیر کی کوئی خاص میٹنگ اچانک اناؤنس ہوئی ہے تو وہ آج لیکچر نہیں لے رہے۔" مریم نے کافہ کی بات مکمل کی۔

انیہ نے ان دونوں کے سلام کا جواب دیا اور وہ تینوں ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ سے نکل آئیں۔

"مجھے پتہ ہوتا تو آرام سے اٹھتی اور پھر ناشتہ بھی کر کے آتی۔" انیہ افسوس سے کہہ رہی تھی۔

"کوئی بات نہیں، تم اب ناشتہ کر لو، چلو کیفے ٹیریا چلتے ہیں۔" کافہ نے اس سے کہا۔

"ضروریہ بھی ناشتہ کر کے نہیں آئی، اسی لیے آفر کر رہی ہے۔" مریم کی اس بات پر کافہ نے منہ بنایا مگر پھر

کچھ یاد آنے پر انیہ سے پوچھا۔ "آج ہماری مانوبلی کہاں ہے؟"

"گھر پر خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہے۔" کافہ کی بات کا جواب دیتے ہوئے اس نے آس پاس

نظر دوڑائی تو اسے کچھ معمول سے ہٹ کر لگا۔ "لگتا ہے سرشبیر کی کلاس نہ لینے کا اثر ہے۔" وہ سر جھٹک کر ان دونوں کے ہمراہ آگے بڑھ گئی۔

☆.....☆.....☆

کیفے ٹیریا میں آکر انہوں نے سینڈوچز اور چائے کا آرڈر دیا اور ایک کونے میں بیٹھ گئیں۔ یہاں بھی انیہ

نے کچھ غیر معمولی محسوس کیا تو کافہ اور مریم سے پوچھ لیا۔

"تمہیں نہیں پتا، پروفیسر شبیر کے اس بگڑے سپوت فرخ نے آج اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ویلنٹائن

ڈے منانے کا اعلان کیا ہے۔ اور ایسے مواقع پر یونی کے سارے لوفر لفنگے اس کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ "مریم نے چائے کاسپ لیتے ہوئے کہا۔

"اور تو اور کئی لڑکیاں بھی آج ریڈ میں ملبوس ہیں۔" کاشفہ نے اضافہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ سن کر انیہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اسے اس طرح کے فرسودہ رسم و رواج سے نفرت کی حد تک چڑھتی تھی، جو اس معاشرے کا حصہ تھے ہی نہیں اور نو جوان نسل فیشن کے نام پر انہیں اپنائے ہوئے تھی۔

جلد ہی وہ تینوں وہاں سے نکل آئیں۔ اب ان کا رخ لائبریری کی جانب تھا۔ کاشفہ کو کوئی کتاب چاہئے تھی اور انیہ نے کچھ نوٹس بنانے تھے۔ جبکہ مریم بھی چارونا چاران کے ہمراہ ہولی۔

☆.....☆.....☆

ابھی وہ لائبریری کی بلڈنگ سے چند قدم ہی دور تھیں کہ انہیں وہ اس طرف آتا دکھائی دیا۔ بلیک ڈریس شرٹ میں ملبوس، بال پیچھے جمائے وہ ہمیشہ کی طرح کمال کا لگ رہا تھا۔

"یہ ہماری طرف ہی آرہا ہے۔" مریم نے رک کر پیش گوئی کی۔

"کون۔۔۔ یہ گونگا؟" کاشفہ نے بھی رک کر اس کی جانب دیکھا۔

"اونہوں، ایسے نہیں کہتے۔" انیہ نے کاشفہ کو اسے گونگا کہنے پر ٹوکا۔ اس کی مریم سے تھوڑی بہت جان پہچان تھی کیونکہ وہ اکثر لیکچر کے علاوہ بھی اس کی مدد کر دیا کرتی تھی۔ جبکہ انیہ اور کاشفہ کی صرف اس سے ہائے ہیلو ہی تھی۔ جب وہ ان کے قریب آیا تو وہ کچھ سنجیدہ اور کچھ کنفیوزڈ سا تھا۔ اس نے ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔

"کیسے آنا ہوا زمان؟" مریم نے مسکرا کر پوچھا۔

زمان نے مریم کے پوچھنے پر پیچھے بندھے ہاتھ کھولے تو سب نے دیکھا کہ اس کے دائیں ہاتھ میں گلاب تھا۔ اس کے بعد اس نے جو کیا، لائبریری کی وہ شان سے کھڑی بلڈنگ، اس کے سامنے قطار کی صورت لگے درخت، ان درختوں پر موجود چھپھاتے پرندے، ان سب کے اوپر نیلا آسمان اور وہ تینوں زمان کی اس حرکت کی گواہ تھیں۔

زمان آگے بڑھ کر انیہ کے سامنے آیا اور اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے اپنا گلاب والا دایاں



ہاتھ اوپر انیہ کی جانب اٹھا دیا۔ انیہ جو اس کی اس حرکت پر حیران و پریشان کسی بت کی مانند کھڑی تھی، اس نے نظر اٹھا کر کاشفہ اور مریم کی جانب دیکھا، جو اسی کی طرح حیران تھیں۔ انیہ نے ایک پل میں خود کو سنبھالا اور آس پاس نظر دوڑائی۔

جہاں سے زمان چل کر آیا تھا، اس جانب انیہ کو تین لڑکے نظر آئے جو کسی گروپ کی صورت کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

"ضروریہ بدمعاش لڑکے Bully کر کے یہ سب کر رہے ہیں۔"

انیہ نے ارد گرد نظر دوڑائی جہاں اور کوئی ان کی جانب متوجہ نہ تھا۔ اس نے مسکرا کر زمان کو دیکھا اور اس سے

پھول پکڑ لیا اور صرف اتنا بولی

Thank you for this

زمان بھی اس کی بات سن کر مسکرا دیا اور واپس چل پڑا۔  
 "تم دونوں اب یہاں بت بنی کھڑی رہو گی یا لا بھریری بھی چلو گی؟" اس نے کاشفہ اور مریم کو کہا اور آگے بڑھ گئی۔ وہ دونوں بھی جلدی سے اس کے پیچھے ہو لیں۔

☆.....☆.....☆

"واہ یارا! تو تو بڑا تمیں مار خان نکلا، اسے روز بھی دے ڈالا۔" حسن نے زمان کے کندھے پر ہلکی سی چھکی دی اور زمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"یہ کب سے اس حادثے کا شکار ہے؟" عارف نے بھی پوچھ ہی لیا۔ زمان نے سامنے رکھا نوٹ پیڈ اٹھایا اور اس پر لکھا۔

"یہ حادثہ کب ہوا، پتہ ہی نہیں چلا۔ بس وہ اچھی لگنے لگی۔"

"اچھی لگنے لگی یا محبت ہو گئی؟" سمیر نے بھی مداخلت کی۔ زمان نے جواب میں کندھے اچکا دیے، جیسے کہہ رہا ہو، "معلوم نہیں۔"

☆.....☆.....☆

اس نے گھر میں داخل ہوتے ہی سلام کیا اور صوفے پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔

"آج زیادہ تھک گئی ہو کیا؟" مسرت بوانے مسکرا کر انیہ سے پوچھا۔

"زیادہ نہیں، بس تھوڑا سا۔ کچھ نوٹس لکھنے تھے آج، بس وہیں ساری انرجی خرچ ہو گئی۔"

"چلو کوئی بات نہیں، تمہارا کام تو پورا ہو گیا نا؟"

"جی۔" انیہ نے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ پھر کسی خیال کے تحت مڑ کر بوا سے مومنہ کا

پوچھا۔

"وہ تو صبح سے اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی، پتہ نہیں کیا ہوا ہے اسے۔ مجھے تو کچھ نہیں بتا رہی، تم خود ہی

اس سے بات کر کے دیکھو۔"

انیہ بوا کی بات سن کر اپنے کمرے میں جانے کی بجائے مومنہ کے کمرے کی طرف آ گئی۔

"مومنہ! دروازہ کھولو۔ میں انیہ ہوں۔" اس نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ کچھ لمحوں بعد دروازہ

کھل گیا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اندر کیوں بند ہو؟" انیہ نے اندر آتے ہی اس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں ہوا۔" مومنہ نے بوجھل آواز میں کہا۔ "بس ذرا طبیعت بوجھل ہو رہی تھی۔"

انیہ نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ اسے کچھ اداس لگی۔ انیہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ تک لائی اور اس کو بٹھا کر خود اس

کے سامنے بیٹھ گئی۔

"تم مجھے اصل معاملہ بتاؤ۔" انیہ نے "اصل معاملہ" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"وہ دراصل۔۔۔۔۔ کل معیز اکبر یہاں آ رہا ہے۔"

"Great sitting talk کا اینکڑ پر سن؟" انیہ نے کچھ حیران، کچھ پُر جوش ہو کر پوچھا۔

"ہاں، ہاں وہی۔"

"وہ یہاں کیوں آ رہا ہے؟" انیہ نے پوچھا۔

"کوئی کام ہے اسے، کچھ ریسرچ کرنی ہے اس نے۔ اور تمہیں پتا ہے وہ جب تک یہاں ہوگا، ہمارے گھر

پر رہے گا۔"

انیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"واؤ! ہمارے گھر؟ میں اسے ضرور بتاؤں گی کہ میں اس کی بہت بڑی فین ہوں اور تم اسے۔۔۔۔۔" وہ بات کرتے کرتے رک گئی۔ "ویسے وہ ہمارے گھر کیوں رکے گا، میری مانوبلی؟" انیہ نے اس سے سوال کیا۔ "کیونکہ یہ اس کے ماموں کا گھر ہے۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس دیں۔ "جیسے تمہیں پتا ہی نہیں۔" مومنہ نے ہنستے ہنستے کہا۔

انیہ نے رک کر اسے دیکھا اور پوچھا۔ "تو تمہاری طبیعت کیوں بوجھل ہو رہی ہے؟" "کیونکہ میں اسے پسند کرتی ہوں۔" مومنہ نے منہ بنا کر کہا۔

"حیرت ہے مجھے کیوں نہ پتا چلا؟" انیہ نے حیران ہو کر اس کی جانب دیکھا۔ مومنہ نے اسے چٹکی کاٹی۔ "تمہیں سب پتا ہے۔ یہ بھی کہ ابا ہمارا رشتہ طے کر گئے تھے۔" "اوہ ہاں! مجھے اب یاد آیا۔" انیہ نے اس کا موڈ بہتر دیکھ کر کہا۔

کچھ دیر بعد انیہ بولی۔ "مانو! یا رچائے تو بنا دو ایک کپ۔"

"ابھی لاتی ہوں، تم تب تک فریش ہو جاؤ۔" مومنہ چائے بنانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وہ کمرے سے جانے ہی لگی تھی کہ اس کی نظر انیہ کے سامان پر پڑی۔ "یہ روز کہاں سے لائی ہو؟" وہ حیرت سے بولی۔

"زمان نے دیا ہے۔"

"اور تم نے لے لیا؟" مومنہ حیران تھی کیونکہ انیہ ایسی لڑکی نہیں تھی جو کسی سے بھی روز لے لیتی۔

"وہ کچھ لڑکے اسے Bully کر کے یہ سب کروا رہے تھے۔ میں نے سوچا، بددہی کر دوں اور تم زیادہ تفتیش مت کرو اور چائے لاؤ میرے لیے۔"

"ہاں، لا رہی ہوں۔"

☆.....☆.....☆

"مام! تو آپ میرے انتظار میں پریشان مت ہونا۔ I'll be a bit late۔" زمان نے اقراء کو  
 مہینچ کیا اور فون ساکنٹ کر دیا۔ اس وقت وہ ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں ملبوس تھا اور ہاتھ میں ٹینس ریکٹ تھام رکھا  
 تھا۔ تھوڑی دیر بعد سمیر بھی ٹینس ڈریس میں ملبوس اور ریکٹ ہاتھ میں تھامے وہیں آ گیا۔  
 "میں تیار ہوں، اب چلو۔" وہ دونوں یونی کے ٹینس کورٹ کی جانب آ گئے۔

"اگر تم گیم ہارے تو کافی پلاؤ گے اور اگر میں گیم ہار تو میں کافی پلاؤں گا۔" زمان نے اپنی نظریں مخصوص  
 زاویے پر گھمائیں جیسے کہہ رہا ہو، "دیکھتے ہیں۔" اور اپنی اپنی جگہیں سنبھال لینے کے بعد زمان نے بال کو ہوا  
 میں سمیر کی جانب اچھال دیا۔

ابھی ان دونوں کو گیم سٹارٹ کیے بمشکل 25 منٹ ہوئے ہونگے کہ دونوں تھک کر ایک جانب بیٹھ گئے۔ وہ  
 دونوں گہرے سانس لے کر جسم کے خلیوں میں آکسیجن کی کمی کو پورا کر رہے تھے۔

"چلو دوبارہ گیم کھیلتے ہیں۔" سمیر نے چند منٹ بعد اٹھتے ہوئے کہا۔ ابھی ان دونوں نے پوزیشنز سنبھالی  
 ہی تھیں کہ انہیں وہ اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ اس کا دوست نما چچا امجد بھی تھا۔ زمان اور سمیر کو وہاں  
 دیکھ کر اس کے لبوں پر تمسخرانہ مسکراہٹ ابھری۔ وہ بھی ٹینس کٹ میں ملبوس تھے اور یقیناً ٹینس کھیلنے ہی آئے  
 تھے۔

"چل یا امجد! آج زمان کے ساتھ ایک گیم ہو جائے۔" اس نے اونچی آواز میں زمان کو سنانے کی خاطر  
 امجد کو کہا۔ "کیوں زمان، ہونہ جائے ایک گیم؟"

زمان اور سمیر نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے وہ دونوں اپنا اپنا سامان اٹھائے باہر کی  
 جانب چل پڑے۔ جب وہ دونوں فرخ شبیر اور امجد کے پاس سے گزرنے لگے تو فرخ نے اپنا ریکٹ والا ہاتھ  
 لمبا کر کے ان دونوں کا راستہ روک دیا۔

"کہاں چل دیئے؟ ہم ابھی تو آئے ہیں؟"

سمیر نے غصے سے فرخ کا ریکٹ والا ہاتھ پیچھے جھٹکا۔ "راستہ چھوڑو ہمارا۔"

"ارے، تم کیوں غصہ کر رہے ہو؟ میں تو زمان سے مخاطب تھا۔ اسے ہی جواب دینے دو۔" فرخ زمان

کے نہ بول سکنے کا مذاق اڑا رہا تھا۔ سمیر کچھ سخت کہنے ہی والا تھا کہ زمان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روکا اور اپنے ٹراؤزری جیب سے ایک پین اور چھوٹا سا نوٹ پیڈ نکالا اور اس پر چند الفاظ گھسیٹے۔ پھر زمان نے نوٹ پیڈ کا رخ فرخ کی جانب کر دیا۔

"پہلے تم خود کو اس قابل کرو کہ ہمارے ساتھ کھیل سکو۔ فی الحال تو تمہاری اوقات صرف اتنی ہے کہ میں تم سے بات کرنا تو کیا تمہاری شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کروں گا۔"

یہ پڑھ کر فرخ کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئیں۔ زمان نے سمیر کو چلنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں وہاں سے نکل آئے۔

"سمجھتا کیا ہے یہ گونگا اپنے آپ کو؟" فرخ نے غصے سے دیوار پر ہاتھ مارا۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس گھر پر رات اپنا آنچل پھیلائے ہوئے تھی۔ اس گھر کے تینوں افراد کھانا کھا چکے تھے۔ اب تینوں خواتین لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پی رہی تھیں۔ مومنہ اور انیہٹی وی پر کوئی شوق دیکھ رہی تھیں جبکہ مسرت بوا ایک فیشن میگزین دیکھنے میں مصروف تھیں۔

"باجی جی! میں نے سارا کام کر دیا ہے، اب میں چلتی ہوں۔" پروین رات کے کھانے کے برتن دھو کر وہاں سے جاتی تھی۔

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

"ارے! سنو۔" مسرت بوانے کچھ یاد آنے پر اسے روکا۔ "کل معیز اپنے کام کے سلسلے میں یہاں آ رہا ہے۔ اس کے لیے اوپر والا کمرہ صبح آ کر تیار کر دینا۔ مجھے یاد دہانی نہ کروانی پڑے۔"

"ٹھیک ہے جی۔"

"مانو، ٹوکل میرے ساتھ یونی چل رہی ہے، کوئی بہانہ نہیں۔ ویسے بھی ایگزامز کی ڈیٹ شیٹ لگنے والی ہے۔" مومنہ پورے انہماک سے شوق دیکھنے میں مصروف تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے، چلی جاؤ گی۔ ابھی فی الحال مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔"



انیہ اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب آ گئی۔

"اگر دیر سے سوئی تو صبح پھر جلدی جلدی میں میرا کچھ جلدی نہ ہو جائے۔" انیہ بستر پر لیٹتے وقت اسی ایک بات کو سوچ رہی تھی۔ پھر اس نے جھر جھری لی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔ یونیورسٹی پرائیگزامز کا موسم چھانے والا تھا پر کون جانے کہ اس

## University of Arts and Crafts

کے کن کن رازوں سے پردہ اٹھنے والا تھا۔

☆.....☆.....☆

آج صبح سے ہی موسم خوشگوار تھا۔ آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور سردی ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ اس کی حدت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ایسے میں وہ دولڑکیاں گاڑی پارک کر کے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی جانب آئیں۔ "یار انیہ، یہاں کل کوئی فنکشن تھا کیا؟" مومنہ کل کے کچھ آثار دیکھ چکی تھی۔ مومنہ کے پوچھنے پر انیہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔

"نہیں! اور اگر کل تم اس فضول وجہ کے باعث آف نہ کرتی تو تمہیں علم ہوتا۔"

"اچھا، اب بس کرو۔ وہ دیکھو کاشفہ اور مریم۔" مومنہ نے ان دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پروفیسر شبیر کا لیکچر اٹینڈ کرنے کے بعد وہ چاروں لان میں چلی آئیں اور ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ گئیں۔ انیہ کے نہ بتانے پر مومنہ نے وہی سوال کاشفہ سے کیا تو کاشفہ اور مریم دونوں نے کل والا پورا واقعہ دہرا دیا۔ جبکہ انیہ ان تینوں کی طرف متوجہ نہ تھی۔ وہ سامنے لائبریری کی اس شان سے کھڑی بلڈنگ کو دیکھ رہی تھی جہاں کلاس کے علاوہ اس کا باقی کا زیادہ تر وقت گزرتا تھا۔ لائبریری میں داخل ہونے کے لیے چار چوڑی اور کشادہ سیڑھیاں چڑھنی ہوتی تھیں جہاں اکثر سٹوڈنٹس بیٹھ کر گپیں مارا کرتے تھے۔ پروفیسر شبیر بھی اکثر لائبریری میں پائے جاتے۔ وہ یا تو کسی سٹوڈنٹ کو ٹاپک سمجھا رہے ہوتے یا خود کوئی کتاب پڑھتے دکھائی دیتے۔ انہوں نے ایک مرتبہ بتایا تھا کہ انہیں کتابیں پڑھ کر سکون ملتا ہے۔

"کدھر گم ہو، انیہ؟" مریم نے اس کا کندھا ہلایا۔ وہ اپنے خیالوں سے چونکی۔

"یار مجھے بھوک لگ رہی ہے، کیفے چلتے ہیں۔" مومنہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے سرشیر سے ایک دوٹا پک سمجھنے ہیں، میں تو ان کے آفس چلی۔" مریم نے مومنہ کو کہا۔

"رکو، میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ مجھے بھی ایک ٹا پک سمجھنا ہے۔" انیہ نے مریم کو کہا جو جانے کے لیے مڑ چکی تھی۔ انیہ بھی اس کے پیچھے ہوئی۔

"چلو، ہم دونوں ہی کچھ کھانے چلتے ہیں اور تم دونوں سے اب پروفیسر غفران کی کلاس میں ملاقات ہو گی۔" مومنہ نے کافہ اور پھر اونچی آواز میں مخالف سمت میں جاتی انیہ اور مریم سے کہا۔

☆.....☆.....☆

"اس کو جلدی جلدی اس ڈبے میں پیک کرو اور دھیان رکھنا، ایک کارٹن میں بیس سے زیادہ پیکٹ نہ ہوں۔" اس سوئڈ بوئڈ شخص نے وہاں کام کرتے ایک لڑکے کو کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"ارے! تمہارا کام کیسا جا رہا ہے؟ تمہاری ماں اور چھوٹا بھائی کیسے ہیں؟ تمہیں کوئی مالی پریشانی تو نہیں اس وقت۔" اس شخص نے رک کر اس رات والے لڑکے سے دریافت کیا۔ اس لڑکے کے لبوں پر اداس مسکراہٹ ابھری۔

"نہیں سراسر کوئی پریشانی نہیں ہے۔" اس لڑکے نے سر اٹھا کر جواب دیا۔

"دیش گڈ۔" اس شخص نے اس کا کندھا تھپکا اور مڑ کر اونچی مگر کنٹرولڈ آواز میں بولا۔ "رات کو منی ٹرک میں صرف پچاس کارٹن رکھنے ہیں اور پیچھے سے تین گاڑیوں پر نیا سامان آئے گا۔ اسے یہاں شفٹ کرنا ہے۔"

پھر اس نے مڑ کر ایک لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔ "اور تم اس سارے کام کی نگرانی کرو گے۔"

اس لڑکے نے سر ہلا دیا۔ ہدایات دے کر وہ شخص وہاں سے باہر آ گیا۔ اس کے قدموں کی چاپ اپنے اندر کئی رازوں کا خاموش شور لیے مدھم ہوتی گئی۔

☆.....☆.....☆

دستک دے کر اقراء زمان کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ ابھی تک سو رہا تھا۔ اقراء نے آگے بڑھ کر اسے

اٹھایا۔

"آج یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟ تم اٹھے نہیں تو میں خود تمہیں دیکھنے چلی آئی۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" اقرء نے اس کے ماتھے پر ہنکھرے نرم بال سہلاتے ہوئے کہا۔ اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔ زمان نے اٹھ کر اپنی بیڈ سائیڈ ٹیبل سے پین اور نوٹ پیڈ اٹھایا اور اپنی بات لکھ کر ماں کو پکڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"نوام، آج یونی نہیں جانا میں نے۔ آج گیراج سے گاڑی لینی ہے، پھر ایک دوست سے ملنے جانا ہے۔ آپ میرا ناشتہ ریڈی کروادیں، میں فریش ہو کر آتا ہوں۔"

اقرء نے پڑھ کر نوٹ پیڈ اس کے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ اقرء نے شروع سے ہی زمان کی پرورش پر خاص توجہ دی تھی۔ بچپن میں وہ کبھی کبھار کم اعتمادی کا شکار ہو جاتا تھا مگر جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا گیا۔ اقرء نے اسے خود اعتمادی دی اور خاص طور پر اس کی ذہنی پرورش کی طرف توجہ دی۔ وہ اب کبھی نہ بول سکنے کی کمی کی وجہ سے اپنا اعتماد نہیں کھویا کرتا تھا بلکہ وہ ایک نارمل لائف گزار رہا تھا۔



تین افراد کے اس گھر میں ایک اور فرد کا اضافہ ہو چکا تھا۔ اندر لاؤنج میں جھانک تو سنگل صوفے پر مسرت بوا بیٹھی تھیں جبکہ سامنے والے بڑے صوفے پر ایک خوش شکل نوجوان پینٹ کوٹ میں ملبوس براجمان تھا۔

"اور معیز بیٹا! سفر میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟"

معیز، جو پروین کے ہاتھوں میں پکڑی ٹرے سے پانی کا گلاس اٹھا رہا تھا، مسرت کی اس بات پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"نہیں ممانی جان! بالکل نہیں۔ لیکن سفر کی تھکاوٹ ہے۔"

"وہ تو ہے۔ تم یوں کرو، فریش ہو کر آ جاؤ، میں تب تک پروین سے کہہ کر کھانا لگواتی ہوں۔" مسرت نے اٹھتے ہوئے کہا۔ معیز نے پانی کا گلاس خالی کر کے سامنے ٹیبل پر رکھا اور فریش ہونے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے تین افراد کے اس گھر میں دو افراد کی کمی محسوس ہوئی۔ پہلے سوچا ممانی سے پوچھ لے مگر پھر سر جھٹک کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

کچھ دیر بعد معیز اور مسرت بوا کھانے کی ٹیبل کے گرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ساتھ میں وقفے وقفے کے

بعد کوئی بات بھی کر لیتے۔

"ابھی کھانے کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، سو چارات میں کرلوں گی، جب سب گھر ہوں گے۔" جب سے میز پر کھنا چٹا گیا تھا، مسرت نے چوتھی دفعہ یہ بات کہی۔

"کوئی بات نہیں ممانی جان! ابھی صرف آرام کرنا چاہ رہا ہوں۔"

معیز نے کھانا ختم کر کے نیکین پلیٹ کے ساتھ رکھا اور مسرت کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا بیٹا؟ کوئی بات ہے کیا؟" معیز کو اپنی طرف دیکھتے پا کر مسرت نے پوچھا۔

"ممانی! وہ مجھے کار چاہیے تھی، یہاں کام کے سلسلے میں پورا شہر گھومنا پڑے گا تو کسی ریونٹ ایک کار کمپنی کو آپ جانتی ہیں تو مجھے بتادیں۔"

مسرت اس کی بات سن کر مسکرا دیں۔ "ابھی چاہیے کیا؟"

"نہیں، شام تک۔ ایک دوست سے ملنے جانا ہے۔" معیز نے جواب دیا۔

"معیز، میری کار تو میرے یوز میں ہے، مجھے بوتیک جانا ہوتا ہے اور دوسری گاڑی انیہ کی ہے، وہ اور مومنہ اسی پر یونیورسٹی جاتی ہیں۔ البتہ تمہارے ماموں کی گاڑی گیراج میں کھڑی ہے، میں اسے کبھی کبھار یوز کر لیتی ہوں۔ تم جب تک یہاں ہو، وہ یوز کر لو۔ انیہ کو اس کا ماڈل پسند نہیں تھا، اس لیے اس نے نئی لے لی۔" مسرت بوانے اس کی مشکل آسان کری۔

"تھینک یو، ممانی۔" معیز نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مائی پلیسز بیٹا، ویسے مجھے پوچھنا یا نہیں رہا، تمہاری امی، ابو اور نمرہ کیسے ہیں؟"

"جی، اللہ کا شکر ہے، سب ٹھیک ہیں۔ میں کچھ دیر آرام کر لوں۔" معیز نے جاتے ہوئے کہا۔

☆.....☆.....☆

وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا، اس کی متلاشی نگاہوں نے پورے سٹنگ ایریا پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔ زمان اسے جیمز کی نیلی پینٹ اور کالی جیکٹ میں ملبوس ایک کھڑکی کے پاس والی ٹیبل پر بیٹھا دکھائی دیا۔ معیز نے اس کے پاس جا کر اسے سلام کیا اور اس سے گلے ملا۔

"کیسے ہو تم؟" معیز نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ زمان نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں بند کر کے کھولیں جس کا مطلب تھا کہ وہ ٹھیک ہے۔

"کتنا بدل گئے ہو تم؟ لاسٹ ٹائم تو اتنے لمبے چوڑے نہیں تھے۔" معیز کی بات پر زمان نے کندھے اچکا دیئے۔ پھر زمان نے اپنا فون نکالا اور اس پر کچھ ٹائپ کیا اور فون کی سکرین معیز کی جانب کی۔ "تم یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"بس کچھ ریسرچ کرنی ہے اور اگر مجھے پہنچائی گئی خبر سچی ہوئی تو ان لوگوں کو Expose کروں گا۔" معیز نے جواب دیا۔

زمان نے پھر کچھ ٹائپ کر کے سکرین اس کے سامنے کی۔ "پہلے تو یہ بتا کہ کیا لے گا۔ چائے، کافی یا جوس؟" یقیناً زمان اپنا نوٹ پیڈ گھر بھول آیا تھا، اس لیے فون پر ٹائپ کر رہا تھا۔

"چائے۔" معیز نے کہا۔

"میں جوس لوں گا۔" زمان نے ٹائپ کر کے اسے بتایا۔ معیز نے ویٹر کو بلوا کر آرڈر دیا اور زمان کی طرف متوجہ ہوا۔

"اب بتاؤ کس چیز کی ریسرچ کر رہے ہو تم؟" زمان نے ٹائپ کر کے معیز سے پوچھا۔

"یار، یہاں پر ایک انسٹی ٹیوٹ ہے جس میں۔۔۔۔۔" معیز اسے پوری بات بتاتا گیا اور زمان کی آنکھیں حیرت سے پھلتی گئیں۔

"کیا تم میری مدد کرو گے؟" معیز نے اسے پوری بات بتانے کے بعد پوچھا اور زمان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اتنے میں ویٹر اس کا آرڈر لے آیا اور وہ دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔

☆.....☆.....☆

"انیہ کدھر ہے؟" مسرت بوانے لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی مومنہ سے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہے۔" مومنہ نے یہاں کسی کی محسوس کی تو مسرت بوا سے پوچھنے کی بجائے کچن میں آگئی۔



"پروین باجی! کوئی مہمان آیا؟" اس نے پیاز کاٹتی پروین سے پوچھا۔

"آیا ہے لیکن کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا ہے۔" پروین نے ایک نظر اس کے چہرے کو دیکھا جس پر اسے واضح اداسی دکھائی دی۔

"اچھا!" مومنہ نے اسی لہجے میں کہا اور واپس جانے کے لیے مڑی۔ مگر مسرت بوا کچن کے دروازے پر کھڑی مسکرا رہی تھیں۔

"مجھ سے پوچھ لیتی، میں نے کیا کہنا تھا۔"

"نہیں امی، وہ تو میں پروین باجی کو چائے کا کہنے آئی تھی۔" مومنہ نے بدحواسی کے عالم میں وضاحت دی۔

"جی جی، ابھی بتاتی ہوں۔ آپ باہر جا کر بیٹھیں۔" پروین نے بھی اس کی بات سنبھالی۔ اتنے میں انیہ بھی وہاں چلی آئی۔

"پروین باجی! مجھے ایک کپ چائے بنا دیں۔"

پروین نے پیاز اور چھری وہیں رکھ کر پہلے چائے کا پانی چڑھایا۔

"مومنہ! رات کے کھانے کا بہترین اہتمام کرنا ہے۔ تم پروین کی مدد کرو ادینا۔" مسرت بوا نے مومنہ کو ہدایت دی۔

"میں فریش ہولوں، پھر چائے پی کر کام کروں گی۔" مومنہ وہاں سے چلی گئی تو مسرت بوا انیہ کی طرف مڑیں۔

"انیہ بیٹا، تم بھی ان کا ہاتھ بنا دینا۔"

"جی بوا۔" انیہ نے تابعداری سے کہا۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس مکان میں ڈائننگ ٹیبل پر کھانا چننا چکا تھا۔ سب کھانا کھانے میں مصروف تھے۔  
"تمہاری سٹڈی کیسی جارہی ہے؟" معیز نے انیہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اے، ون، بلکہ کچھ عرصے تک ایگزامز بھی شارٹ ہونے والے ہیں۔" انیہ نے جواب دیا۔

معیز نے اب تک مومنہ سے سلام کے علاوہ کوئی بات نہیں کی تھی اور اب بھی وہ مسلسل انیہ سے بات کر رہا تھا۔ مومنہ نے یہ بات شدت سے نوٹ کی۔ معیز کے اس رویے پر اس کا موڈ خراب ہو گیا۔

"ہم۔۔۔ یہ پڈنگ کس نے بنایا ہے؟" معیز نے رائس پڈنگ سے بھرے باؤل میں چیچ چلاتے ہوئے کہا۔

"آدھا میں نے اور آدھا مانو نے۔" اس بار بھی جواب انیہ نے دیا۔

"ویسے معیز بھائی، آپ اس بار کتنے عرصے کے لیے آئے ہیں؟ لاسٹ ٹائم صرف دو دن رکے تھے۔" انیہ نے پوچھا۔

"اس بار پتہ نہیں کتنا ٹائم لگ جائے۔ کام پر ڈیپنڈ کرتا ہے۔ جتنی جلدی کام پورا ہوگا، اتنی جلدی میں چلا جاؤں گا۔"

"تو آپ کے شو کا کیا بنے گا؟" انیہ کو حیرت ہوئی۔ وہ ویک اینڈ شوز کرتا تھا۔

"اب ایک ہی بار بڑا شو کروں گا۔" معیز نے رائس پڈنگ کا باؤل ختم کر کے نیپکن سے لب تھپتھپائے۔

"انیہ، تم نے رائس پڈنگ اچھا بنایا ہے۔" جاتے جاتے معیز نے کہا۔ مومنہ کو اس کے رویے پر دکھ ہوا۔ معیز نے ایک بار بھی اس سے بات نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کی طرف دیکھا تھا بلکہ اس نے تو پڈنگ کی تعریف بھی انیہ سے کی تھی جبکہ پڈنگ میں اس کی محنت بھی شامل تھی۔

☆.....☆.....☆

زمان اپنے بیڈ پر لیٹا سونے کی کوشش کر رہا تھا جب اس کے فون پر میسج ٹون بجی۔ اس نے اٹھ کر دیکھا تو سمیر کا میسج تھا۔

"کدھر تھا تو آج؟"

زمان نے ریپلائی ٹائپ کیا۔ "کچھ کام تھے جو آج مکمل کرنے تھے اور گیراج سے گاڑی پک کرنی تھی۔" اس نے معیز سے ملاقات والی بات گول کر دی۔

"اچھا! آج پھر فرخ نے کالی بلی کی طرح ہمارا راستہ کاٹا اور وہ تیرا پوچھ رہا تھا۔" سمیر کا اگلا میسج آیا۔  
"اسے دفع کر۔ تو مجھے یہ بتا کہ کہیں آج یونی میں ڈیٹ شیٹ تو نہیں لگی؟"

زمان نے میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔  
"نہیں لگی آج تو۔"

سمیر کا فوراً جواب آیا۔

"او کے پھر گڈ نائٹ۔"

زمان نے اسے میسج سینڈ کیا اور فون سائیڈ پر ڈال دیا۔

☆.....☆.....☆

"یہ نوٹس اور کاپی کر کے اسی حالت میں واپس کرو۔"

وہ یونی کے کیفے ٹیریا میں بیٹھا جوس پی رہا تھا جب سمیر نے اپنے نوٹس اس کے سامنے لا کر رکھے۔ کل چھٹی کرنے کے باعث زمان نے اس سے کل ہونے والے تمام لیکچرز کے نوٹس مانگے تھے۔ زمان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر اپنے سامنے پڑے نوٹ پیڈ پر کچھ لکھ کر سمیر کو دیا۔

"کل صبح لے لینا۔ کاپی کرنے میں ٹائم لگتا ہے۔"

"تو تم نوٹو کاپی کروالو۔" سمیر کو اپنے نوٹس بہت عزیز تھے۔

"خود کاپی کروں گا تو لیکچر کی سمجھ بھی آئے گی۔" زمان نے لکھ کر سمیر سے کہا۔

"یارو! یہ دیکھو، ڈیٹ شیٹ لگ چکی ہے۔ پرسوں سے ایگزامز سٹارٹ ہیں۔" عارف نے وہاں آتے ہی اپنے موبائل کی سکرین ان دونوں کے سامنے کی جس پر ڈیٹ شیٹ کی نوٹس بورڈ سے لی گئی تصویر صاف دکھ رہی تھی۔

"چلو بیٹا! پھر کمر کس لوا ایگزامز کے لیے۔" سمیر نے عارف کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس گھر میں رات کے ایک بجے معیز کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"لیں۔" معیز، جو کہ ورکنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھا کچھ تصویریں دیکھ رہا تھا، دستک کی آواز پر مڑ کر بولا۔ انیہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا۔

"تھینک یو، انیہ۔ میں نے تمہیں اتنی رات میں ڈسٹرب کیا، اس کے لیے سوری۔"

"نو پرابلیم بھائی۔" وہ دودھ کا گلاس اسے پکڑاتے ہوئے بولی۔ "ویسے میں نے پہلا ایسا انسان دیکھا ہے جو رات دیر تک جاگ کر کام کرنے کے لیے چائے یا کافی کی بجائے دودھ پیتا ہے۔"

"چائے میں صرف دن میں ایک بار پیتا ہوں اور کافی بالکل نہیں پیتا۔ یونو، میں نے ڈیلی کیمرہ فیس کرنا ہوتا ہے تو اس لیے خیال رکھنا پڑتا ہے ڈائنٹ کا۔" معیز نے اپنے سامنے پڑی ایک فائل سے مزید دو تصویریں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوکے، پھر آپ کام کریں۔ میں چلتی ہوں۔" یہ کہہ کر انیہ جانے لگی۔ مگر جانے سے پہلے اس کی نظر ان میں سے ایک تصویر پر پڑی۔

"یہ تو ہماری یونیورسٹی کی تصویر ہے۔" انیہ نے تصویر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس میں پڑھتی ہو؟" معیز نے اس سے سوال کیا۔

"ہاں، مگر کیا آپ اس پر کام کر رہے ہیں؟" انیہ ابھی تک حیران تھی۔

"ہاں، اور اب تمہیں بھی میری مدد کرنی ہوگی۔" معیز نے انیہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیسی مدد؟"

"وہ دراصل بات یہ ہے کہ۔۔۔" معیز اسے ساری بات بتا رہا تھا جبکہ باہر تین افراد کے اس گھر پر لمحہ بہ لمحہ تاریکی ہوتی جا رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

اگلادن پورے شہر پر بھیگا بھیگا طلوع ہوا تھا۔ صبح سے ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اس ہلکی ہلکی بارش کے ساتھ تیز ہوانے موسم کی خنکی میں اضافہ کر دیا تھا۔ مسلسل بارش سے ہر چیز دھل گئی تھی۔ درخت، سبزہ، پودے، سب نکھر گئے تھے۔ ایسے میں یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس کا درجہ حرارت قدرے زیادہ تھا۔ ایگزام فیور ہر سٹوڈنٹ کو

چڑھ چکا تھا۔ کوئی بیٹھا اپنے نوٹس مکمل کر رہا تھا تو کوئی اپنے دوستوں سے اپنی کتابیں واپس مانگ رہا تھا۔ کچھ سٹوڈنٹس ٹاپک سمجھنے کی غرض سے متعلقہ پروفیسرز کے پاس گئے ہوئے تھے تو کچھ نئی کتابیں خرید رہے تھے۔ البتہ وہ لڑکے لڑکیاں جو صرف شغل کی غرض سے یہاں آتے تھے نہ کہ پڑھنے، وہ ابھی بھی خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

کاشفہ، مومنہ اور مریم کیفے ٹیریا میں ایک ٹیبل کے گرد بیٹھیں سمو سے کھا رہی تھیں اور ساتھ میں کچھ ڈسکس کر رہی تھیں جب زمان ان کے پاس آیا۔

"کیسے ہو زمان؟" کاشفہ نے مسکرا کر پوچھا۔ زمان نے اشارے سے اس کی بات کا جواب دیا۔  
 "آؤ، ہمیں جوائن کرو۔" مومنہ نے اخلاقی فرض نبھاتے ہوئے کہا تو زمان نے مسکرا کر اشارے سے معذرت کر لی۔ پھر اپنی جیب سے نوٹ پیڈ نکال کر اس پر کچھ لکھ کر ان تینوں کے سامنے کیا۔  
 "سوری گرلز، میں سمو سے نہیں کھاتا۔ کیا تم میں سے کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ انیہ کہاں ہے؟ مجھے اس سے ایک بک لینی ہے۔"

"ہاں، وہ لائبریری میں ہے اور ایگزامز کے دوران زیادہ تر وہ وہیں ملے گی۔" کاشفہ نے اسے انیہ کے بارے میں بتایا۔

"تھینک یو۔" زمان نے نوٹ پیڈ پر لکھ کر انہیں دکھایا اور وہاں سے چل پڑا۔  
 "اگر میں لائبریری میں ہی اسے ڈھونڈ لیتا تو ادھر نہ آنا پڑتا۔ اتنا ڈھونڈ کر بھی وہ لائبریری میں ہی ملی۔"  
 زمان لائبریری کی طرف جاتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ "کہیں وہاں سے چلی نہ گئی ہو۔" یہ سوچ کر اس نے اپنے قدم تیز کر دیئے۔

لائبریری کی شان سے کھڑی اس بلڈنگ کی وہ چار چوڑی سیڑھیاں آج ویران تھیں۔ وہاں کوئی نہیں بیٹھا تھا۔ البتہ بلڈنگ کے آس پاس موجود سرسبز اور نکھرے درختوں پر آج پرندوں کا شور تھا۔  
 وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا، اسے وہ ایک سائیڈ پر ایک کتاب میں غرق نظر آئی۔ وہ فوراً اس کی جانب آیا۔ اس کے پاس آکر زمان نے انگلی سے ٹیبل بجائی تو وہ متوجہ ہوئی۔



"آؤ بیٹھو، تم کب آئے؟" وہ سنجیدگی سے گویا ہوئی۔ زمان اس کے ساتھ والی کرسی کھینچ کر بیٹھا اور نوٹ پیڈ پر لکھ کر اپنی بات اس تک پہنچائی۔

"لابریرین نے کہا کہ بک تمہارے پاس ہے، تم سے پتا کر لوں۔"

انیہ نے اس کے الفاظ پڑھے اور سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں وہ بک میرے پاس ہے لیکن مجھے اس کی ضرورت ہے۔"

زمان نے نوٹ پیڈ پر چند الفاظ گھسیٹے اور پھر نوٹ پیڈ انیہ کو تھما دیا۔ "میں ٹاپکس respective کی تصویر لے لیتا ہوں یہیں بیٹھ کر اور گھر جا کر دیکھ لوں گا۔"

اوکے، یہ لو۔" انیہ نے اسے بک تھماتے ہوئے کہا۔ زمان نے اپنا فون نکالا اور بک کھول کر پکس لینے لگا۔ کچھ دیر بعد انیہ کی غصہ بھری آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"اگر اس کے کردار کے متعلق کوئی نہ جانتا ہوتا تو سب لڑکیاں اس کی اچھی شکل پر مرجاتیں۔"

زمان، جو پوری طرح اپنے کام میں منہمک تھا، اس نے انیہ کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا تو وہ کھڑکی کے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔ زمان نے بھی اس جانب دیکھا جہاں انیہ کی نگاہیں مرکز تھیں۔ لابریری کے بائیں جانب فرخ اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا کسی جوئیر لڑکے کو تنگ کر رہا تھا۔ اچانک زمان کی نظر پھسلتی ہوئی انیہ کے بالوں پر پڑی جو آج پونی کی قید سے آزاد تھے اور اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ پوری بائیں طرف کھڑکی کی جانب مڑی ہوئی تھی اور اس کا صرف دایاں پہلو زمان کو دکھائی دے رہا تھا۔ زمان نے سر جھٹکا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن پہلا پیپر تھا۔ ابھی پیپر شارٹ ہوئے آدھا گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ وہ روم سے باہر آتا دکھائی دیا۔

"ارے! تو تو پہلے سے باہر ہے۔" فرخ نے امجد کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"کچھ آتا تو تھا نہیں، بیٹھ کر کیا کرتا۔" امجد نے منہ بنا کر کہا۔

"چل پھر آج کچھ کرتے ہیں۔" فرخ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"

"ٹوچل تو سہی، ابھی بتاتا ہوں۔" فرخ کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے قہقہے مار رہے تھے۔

"بڑا زبردست پلان ہے یار۔" امجد نے اس کی بات سن کر داد دی۔

"تو چلو کام شروع کرتے ہیں۔"

پھر کچھ دیر بعد وہ دونوں ایڈمن آفس میں موجود تھے۔

"ارے قیوم صاحب، آپ تو ہمارے بڑے ہیں۔" فرخ کی آواز ایڈمن آفس میں سنی جاسکتی تھی۔

"تم اس بات کو چھوڑو، یہ بتاؤ شبیر صاحب کیسے ہیں؟ کافی دن ہو گئے ان سے ملاقات ہوئے۔" قیوم

صاحب بھی مکمل طور پر ان سے باتوں میں منہمک تھے۔ تقریباً پونے گھنٹے بعد قیوم صاحب کو کسی کا بلاوا آیا۔

"یار تم دونوں بیٹھو، میں پانچ منٹ میں آیا۔" وہ کہہ کر نکل گئے تو فرخ جلدی سے اٹھا۔

"کہاں رکھی ہوگی اس نے چابیاں؟" امجد نے فرخ کی مدد کراتے ہوئے کہا۔

"اندھے، اس کے دراز میں چیک کر۔"

"یہ مل گئیں چابیاں۔" امجد نے دراز سے چابیوں کا موٹا سا گچھا نکالا۔

"اب اس میں سے اس ایک چابی کو کیسے ڈھونڈیں۔" امجد فکر مندی سے گویا ہوا۔

فرخ نے امجد سے چابیوں کا گچھا پکڑا۔ کچھ دیر ان چابیوں کو پکڑ پکڑ کر دیکھتا رہا۔ جس پر P لکھا تھا، اسے

الگ کر دی اور اپنی جیب سے ایک چابی نکال لی۔ اس پر سامنے پنسل باکس سے مار کر نکال کر P لکھ کر وہ چابی

گچھے میں ڈال دی۔

"چل اب نکل یہاں سے۔" امجد نے چابیوں کا گچھا واپس دراز میں رکھا اور فرخ کے ہمراہ باہر نکل آیا۔

"اب کسی ماہر چابی ساز سے کہہ کر بنواؤ۔" فرخ نے امجد کو ہدایت دی۔

☆.....☆.....☆

شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیلا تھا۔ یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس ایسے منظر میں چمک رہی تھی۔

ایونگ کلاسز بھی ختم ہونے ہی والی تھیں۔ ایسے میں یونیورسٹی کے بیک گیٹ کے باہر ایک کالی کار کھڑی تھی جس کا ڈرائیونگ سیٹ کا شیشہ آدھا نیچے تھا۔ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر فرخ بیٹا سگریٹ پی رہا تھا اور اس کی نظریں یونیورسٹی کی اس شان سے کھڑی لائبریری پر تھیں۔ لائبریری یونیورسٹی کے آخر میں واقع تھی۔ بیک گیٹ اکثر بکس کی شفٹنگ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

کچھ دیر بعد امجد کار کا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھا۔

"ہو گیا کام۔" امجد نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں وہ نقلی چابی تھی جو انہوں نے ایڈمن آفس میں رکھی تھی اور اس کے دوسرے ہاتھ میں اصل چابی کی ڈپلیکیٹ تھی۔

فرخ نے اس کے دائیں ہاتھ سے اصلی چابی کی ڈپلیکیٹ چابی چھینی۔

"اب کیا کرنا ہے؟" امجد نے نقلی چابی پھینکتے ہوئے کہا۔

"پرسوں کا انتظار۔" فرخ کی نظریں ہنوز چابی پر تھیں۔

"لیکن ابھی تو۔۔۔۔۔" فرخ نے امجد کی بات کاٹ دی۔

"ابھی ہم کچھ نہیں کر رہے، کل سنڈے ہے کل بھی ہم کچھ نہیں کریں گے۔ جو کرنا ہے پرسوں کریں گے۔ پرسوں کوئی پیپر بھی نہیں ہے اور زیادہ لوگ بھی یونی میں نہیں ہونگے، پرسوں رات گیارہ بجے، ڈن۔" یہ کہہ کر فرخ نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"لیکن یار، اتنی رات میں اگر۔۔۔۔۔" امجد کے لہجے میں واضح گھبراہٹ تھی۔

"اتنی رات گئے وہاں کوئی نہیں ہوتا۔ ٹو ڈرمت۔" فرخ نے اسے حوصلہ دیا۔

**"Now, we all are gonna rock"**

"ہاں، یہ تو ہے۔" امجد نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس گھر پر اتوار کی صبح بہت خوشگوار طلوع ہوئی تھی۔ آسمان بادلوں سے بھرا ہوا تھا اور تیز ٹھنڈی ہوائیں موسم کو زینت بخش رہی تھیں۔ ناشتہ کیا جا چکا تھا۔ مسرت بوا کو کسی خاص آرڈر کے سلسلے میں آج بھی

بوتیک جانا پڑا۔ انیہ آج اپنے روم کی صفائی میں مصروف تھی۔ اس نے کرٹن (پردے) کا آخری ہک اتارا اور کرٹن کو لپیٹ کر اس گٹھڑی پر پھینکا جس میں وہ پہلے ہی بیڈ شیٹس، اپنے دھونے والے کپڑے اور اپنے صوفہ چیر کا کور پروین سے دھلوانے کے لیے ڈال چکی تھی۔

دوپہر کے قریب انیہ فارغ ہو کر، نہادھو کر، صاف کپڑے پہن کر نیچے لاؤنج میں آئی تو وہاں صرف معیز بیٹھا تھا۔ وہ لیپ ٹاپ اپنی گود میں رکھے، ٹانگوں کی قینچی بنائے میز پر رکھے اپنے کسی کام میں مصروف تھا۔

"میں بہت بور ہو رہی ہوں بھائی، کیا کروں؟" انیہ نے معیز کو بلا کر کہا۔

"کوئی کام کر لو جو Pending پڑا ہو۔" معیز نے مشورہ دیا۔

"سب کر چکی ہوں، پورے روم کی صفائی بھی کر چکی ہوں۔ اور روم دوبارہ سے سیٹ بھی کر لیا ہے۔" انیہ نے اسے آج سارے دن کی روداد سنا دی۔

"مسرت بوا اور مانو کدھر ہیں؟"

"ممائی بوتیک پر ہیں، ان کا کوئی سیشل آرڈر تھا اور مانو میڈم صبح سے اپنے روم میں ہیں۔" معیز نے اسے بتایا۔

"میں کیا کروں اب؟ میں بہت بور ہو رہی ہوں۔" انیہ نے ایک بار پھر اسے اپنا مسئلہ بتایا۔

"شام کو کہیں ڈنر کرنے چلیں گے تم اور میں، لیکن ابھی مجھے کام کرنے دو۔ اوکے؟" معیز نے مصروفیت بھری آواز میں کہا۔

"اوکے، ہم تینوں چلیں گے۔" انیہ یہ کہہ کر وہاں سے اٹھ گئی۔

☆.....☆.....☆

شام کا نیلگوں سایہ چاروں طرف پھیل رہا تھا۔ آج بارش تو نہیں ہوئی تھی مگر صبح سے ہی موسم خوشگوار تھا اور ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ شام ہوتے ہی موسم کی خنکی میں اضافہ ہو چکا تھا۔ ایسے میں زمان کے کمرے میں جھانکو تو وہ ورکنگ ٹیبل پر کچھ بکس پھیلائے پڑھنے میں مگن تھا۔ کچھ دیر بعد زمان کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور اقراء دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔

"زمانہ ایک کام ہے تم سے۔" وہ اس کی کرسی کے پیچھے آکھڑی ہوئیں۔ زمانہ نے اشارے سے کام پوچھا۔ اب تک وہ بھی پیچھے اقراء کی جانب مڑ چکا تھا۔

"بیٹا، وہ ماندہ کی کسی فرینڈ کی کل سالگرہ ہے، اس نے کل گفٹ اپنے ساتھ سکول لے کر جانا ہے۔ اسے یاد اب آیا ہے تو تم اسے گفٹ دلا لاؤ۔"

زمانہ نے ایک نظر اقراء کو دیکھا اور پھر اپنا سر پکڑ کر اپنے سامنے پڑی کتابوں کی طرف اشارہ کیا۔

"مجھے پتا ہے کہ تمہارے ایگزامز چل رہے ہیں لیکن تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ تم کل بھی گھر پر ہی ہو، کل تیاری کر لینا۔" وہ اسے کہہ رہی تھیں۔ "میں سارے دن کی تھکی ہوئی ہوں ورنہ اسے خود لے جاتی اور تم بھی تو کب سے پڑھ رہے ہو۔ تم بھی باہر جا کر فریش ہو جاؤ گے۔"

اقراء کی پوری بات سن کر زمانہ نے بکس بند کیوں اور سامنے پڑے نوٹ پیڈ پر اپنی بات لکھ کر اقراء تک پہنچائی۔

"اوکے مام، میں اسے لے جاتا ہوں۔ بس ریڈی ہو کر نیچے آتا ہوں۔"

☆.....☆.....☆

"مانو! اٹھو اور ہمارے ساتھ چلو۔ میں تمہیں دوپہر میں بھی بتا کر گئی تھی کہ شام کو ڈنر باہر کریں گے اور تم ہو کہ ڈھیٹ بن کر پڑی ہو۔" انیہ اور معیز مومنہ کو اپنے ساتھ ڈنر پر ساتھ لے جانے آئے تھے مگر وہ سرمہ لپیٹے ہوئے تھی۔ انیہ اس کے سر ہانے کھڑی تھی جبکہ معیز دروازے میں کھڑا، جیبوں میں ہاتھ ڈالے ساری صورت حال نوٹ کر رہا تھا۔

"آپ لوگوں نے جانا ہے تو جاؤ۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے، مجھے کہیں نہیں جانا۔" مومنہ کی آواز کمبل کے اندر سے آئی۔

"وہی تو، تم اٹھو گی، تازہ ہوا کھاؤ گی تو بہتر محسوس کرو گی۔" انیہ نے اس کے کمبل پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا نا مجھے نہیں جانا۔ اب آپ لوگ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اس بار مومنہ کی رندھی ہوئی آواز آئی۔



"مانو! آریو او کے؟" انیہ نے اس کا کبل ہٹانا چاہا۔

"رہنے دو انیہ، ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوگی۔ ہمیں انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔" معیز کی گہری نظریں کبل کے اندر موجود وجود پر تھیں۔ "میں گاڑی نکال رہا ہوں۔" یہ کہہ کر معیز وہاں سے باہر چلا گیا۔ انیہ بھی ایک نظر کبل کے اندر روتی مومنہ پر ڈال کر باہر آ گئی۔ جبکہ مومنہ کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

☆.....☆.....☆

وہ دونوں ریسٹورنٹ سے کھانا کھا کر باہر نکلے۔

"مجھے آئس کریم بھی کھانی ہے۔" انیہ نے معیز سے فرمائش کی۔

"او کے، تھوڑا آگے چل کر ایک شاپنگ مال ہے۔ اس کے فوڈ کورٹ میں ایک آئس کریم پارلر ہے، وہاں کی پستہ فلیورڈ آئس کریم وڈ پستہ چیکس بہت ٹیسی ہوتی ہے، ادھر چلتے ہیں۔" معیز نے اسے سڑک کر اس کرتے ہوئے کہا۔

"اور گاڑی؟" انیہ نے پیچھے مڑ کر گاڑیوں کی پارکنگ کی جانب دیکھا۔

"آگے ایک پارک ہے، وہاں تھوڑی سی واک کر کے ہم واپس آ جائیں گے۔" معیز نے جواب دیا۔

"آپ کو یہاں کا پورا نقشہ معلوم ہے۔ امیزنگ!" انیہ لفٹ میں کھڑی ہو کر اس سے بولی۔

"ایکچولی میں کبھی کبھار شاید یہاں آتا رہتا ہوں۔ چلو وہاں چل کر بیٹھتے ہیں۔" لفٹ سے نکل کر معیز نے ہاتھ لمبا کر کے اسے جگہ بتائی۔

☆.....☆.....☆

"بل پلیز۔" مائدہ نے گفٹ پیک کرانے کے بعد بل مانگا تو سیلز بوائے نے اسے بل تھمایا۔

"3900" زمان نے بل پڑھ کر جیب سے والٹ نکالا اور والٹ سے پیسے نکال کر سیلز بوائے کو تھمائے اور

رسید پکڑی۔

"چلو بھائی، اب کچھ کھاتے ہیں، جیسے آئس کریم۔ سنا ہے یہاں کی آئس کریم بہت ٹیسی ہے۔" زمان نے

اپنا فون نکالا اور اس پر کچھ ٹائپ کر کے مائدہ کو فون تھمایا۔

"پہلے شاپنگ میں اتنی خواری کے بعد تم نے ایک واچ پسند کی، ساتھ میں چاکلیٹس اور اب آئس کریم بھی۔"

ماندہ نے اسے فون واپس کرتے ہوئے برا سامنہ بنایا۔

"چلیں آئس کریم میری طرف سے اور اب چپ کر جائیں، ایک واچ خریدنے سے آپ کی دولت ختم تو نہیں ہوگئی۔" اس کی بات پر زمان نے کندھے اچکا دیے جیسے کہہ رہا ہو، "میں تو چپ ہی ہوں۔"

پھر زمان نے ایک جگہ اشارہ کر کے وہاں بیٹھنے کو کہا اور وہ دونوں اس طرف آ گئے۔ لیکن وہاں پہلے سے ہی موجود دونوں کو دیکھ کر وہ خوشگوار سی حیرت کا شکار ہو گیا۔ معیز نے بھی مڑ کر اسے دیکھا تو اس سے بغل گیر ہو گیا۔

"تم یہاں کیسے؟" معیز نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ زمان نے اپنے ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگ اسے اوپر کر کے دکھائے۔

"اوہو، شاپنگ، گریٹ۔ اور یہ چھوٹی سی بچی کون ہے؟" معیز نے زمان کے ساتھ موجود معصوم اور چھوٹی سی بچی کے متعلق پوچھا۔

"میں ان کی سب سے چھوٹی بہن ہوں، ماندہ یوسف اور آپ کسی ٹی وی شو کے اسکرین ہیں، ہیں نا؟" ماندہ نے جواب دیا۔

معیز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جبکہ آخری نفوس انیہ ابھی تک حیران تھی۔ آخر اس نے زمان سے پوچھ ہی لیا۔ "تم معیز بھائی کو کیسے جانتے ہو؟"

اور دوسری جانب زمان اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے پوچھ رہا ہو، یہ تمہارا بھائی ہے؟ انیہ سنبھل کر بولی۔ "یہ مومنہ کے پھپھو کے بیٹے ہیں۔ اپنے کسی ریسرچ ورک کے لیے یہاں آئے ہیں۔" پھر اس نے معیز کو پکارا۔

"معیز بھائی! آپ زمان کو کیسے جانتے ہیں؟"

اتنے میں ویٹر آئس کریم سرو کر کے جا چکا تھا، آرڈر تو وہ کب کا کر چکے تھے۔

"دو سال پہلے یہ لاہور آیا تھا، رات کا وقت تھا۔ اسے ٹیکسی چاہیے تھی ار جنٹلی اسلام آباد جانے کیلئے تو میں

اسے خود اسلام آباد چھوڑ کر آیا اور ایسے ہماری بہت اچھی دوستی ہو گئی۔ تم نے بھی تو نہیں بتایا کہ تم دونوں کلاس فیلوز ہو۔"

"زیادہ کچھ خاص فیلوز نہیں، بس ہائے ہیلو یا نوٹس کا تبادلہ۔" انیہ نے آئس کریم کا باؤل ختم کر کے پرے کھسکا دیا۔

"آئی ہیوڈن۔" انیہ نے کہا۔

"می ٹو۔" معیز نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب اجازت دو یار، کافی لیٹ ہو رہے ہیں۔"

**And nice to meet you**

"اِس اوکے، آپ جائیں، خدا حافظ۔" زمان کی بجائے ماندہ نے کہا تو زمان اٹھ کر معیز سے ملا۔ انیہ بھی آگے بڑھ کر ماندہ سے ملی اور معیز کے ہمراہ باہر آ گئی۔

ان کے جانے کے تین منٹ بعد زمان کو ایک میسج موصول ہوا۔

"اب جبکہ تم دونوں یونی فیلوز ہو تو تم دونوں میری مدد کرو گے، رائٹ؟"

معیز کا میسج پڑھ کر زمان نے جواب لکھ کر سینڈ کیا۔ "رائٹ۔"

"جلدی ختم کرو، گھر بھی جانا ہے۔" زمان نے ٹائپ کر کے ماندہ کو کہا۔

"اوکے، بس پانچ منٹ اور پھر چلتے ہیں۔"

☆.....☆.....☆

"تم گئی کیوں نہیں ان کے ساتھ؟" وہ پانی پینے کی غرض سے کمرے سے باہر آئی تو اس کی لال متورم آنکھیں اور دہکتی ہوئی کھڑی ناک دیکھ کر مسرت بوانے پوچھ لیا۔

"بس امی، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو۔۔۔"

مسرت بوا کی نظریں اس کی بھیگی بھیگی پلکوں پر جمی تھیں۔

"تم روئی ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے تمہیں؟" مسرت بوانے اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے اپنے پاس بٹھایا۔ "معیز نے کچھ کہا ہے؟"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر کیا مسئلہ ہے مانو، کیوں سارا دن کمرے میں بند رہتی ہو اور اگر باہر نکلتی ہو تو چپ چپ۔"  
مومنہ کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

"آپ نے ان کا رویہ دیکھا ہے میرے ساتھ، بات کرنا تو دور کی بات، مجھے انور کرتے ہیں۔ میں جہاں بیٹھی ہوں، وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں۔"  
مسرت بوانے اس کے آنسو پونچھے اور اسے گلے سے لگالیا۔

"بیٹا، وہ ابھی اپنے کام میں مصروف ہے۔ جب فارغ ہوگا تو نارمل ہو جائے گا تمہارے ساتھ۔" مسرت بوا اسے دلا سہ دے رہی تھیں۔ "فی الحال تم اٹھو، جا کر منہ ہاتھ دھو اور آ کر کھانا کھاؤ۔"  
"اوکے۔" مومنہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"That's my girl Mano."

☆.....☆.....☆

پارک میں وہ دونوں اکٹھے چل رہے تھے۔ تیز ہوا سے انیہ کے بال اور دوپٹہ پھڑپھڑا رہے تھے۔  
"یہاں کتنا سکون ہے!" معیز نے رک کر آنکھیں بند کر کے اس سکون کو اپنے اندر تارنا چاہا۔  
"چلو اس بیچ پر بیٹھتے ہیں۔" معیز کے کہنے کے کچھ دیر بعد وہ دونوں اس سنگی بیچ پر براجمان تھے۔ وہاں بیٹھ کر معیز نے اپنی جیکٹ کی پاکٹ سے دو چھوٹے چھوٹے ڈبے نکالے اور انیہ کے سامنے کیے۔ انیہ حیرت سے معیز کو دیکھنے لگی۔ معیز نے پہلے ڈبے کا کور ہٹایا تو اس میں ایک خوبصورت سی نازک چین تھی۔  
"یہ گفٹ میں تمہارے لیے لایا تھا۔" معیز نے اسے وہ ڈبہ پکڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دوسرا ڈبہ انیہ کو تھماتے ہوئے کہا۔ "یہ تمہاری مانو بلی کے لیے لایا تھا مگر شاید وہ میرا چہرہ بھی نہیں دیکھنا چاہتی، تو یہ اسے تم دے دینا۔" انیہ نے اپنا ڈبہ بند کر کے ایک طرف رکھا اور دوسرا ڈبہ اسے واپس کرتے ہوئے بولی۔

"نہیں بھائی! یہ آپ اسے خود دینا۔ وہ آپ کے اس Attitude کی وجہ سے پریشان ہے۔ جب آپ دونوں کی صلح ہو جائے گی تو آپ اسے یہ خود دے دینا۔"

"لیکن میں نے اسے کیا کہا ہے۔" معیز بھی مومنہ کے رویے سے پریشان تھا۔ "وہ خود ہی ایسا سمجھ بیٹھی ہے۔"

"اس کو لگتا ہے کہ آپ اسے انکسور کر رہے ہیں۔" انیہ نے اسے مومنہ کا مسئلہ بتایا۔

"یار انیہ، میں صرف اپنے کام میں مصروف ہوں۔ اب جب فارغ تھا تو باہر ڈنر کرنے نکل آیا۔ ہم نے تو اسے بھی آفر کی تھی، وہ خود ہی نہیں آئی۔" معیز نے اسے وضاحت دی۔ "اور ہاں، ایک اور بات، جب تم اور زمان ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے ہو تو اب تم دونوں ہی میری مدد کرو گے۔"

"ویسے تو میرا پرسوں پہرہ ہے، لیکن میں تیاری یونی میں ہی کروں گی۔ گھر میں مجھ سے تیاری نہیں ہو گی۔" انیہ نے بات بدلی۔

"چلو اب واپس چلتے ہیں، کافی دیر ہو گئی ہے۔" معیز نے وہ ڈبہ واپس اپنی جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ انیہ بھی اس کے ساتھ ہی کھڑی ہو گئی اور وہ دونوں وہاں سے چل دیے۔

☆.....☆.....☆

انیہ رات کو دیر سے سوئی تو صبح دیر تک سوتی رہی۔ دن کے گیارہ بجے جب سورج پورا چمک رہا تھا، مومنہ اس کے کمرے میں آئی۔

"اٹھ جاؤ، انیہ! کافی لیٹ ہو گیا ہے۔ سورج سر پر چڑھ آیا ہے۔" مومنہ اس کے کمرے کی کھڑکیوں سے سیاہ پردے ہٹاتے ہوئے بولی۔ انیہ اپنے نرم و ملائم بستر میں ڈرا سا کسمسائی۔

"آ کر ناشتہ کر لو۔" مومنہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔ "اور تم نے کہا تھا کہ آج تم یونی جاؤ گی، کیا نہیں جانا؟"

مومنہ کے سوالوں کی بوچھاڑ پر وہ اٹھ بیٹھی۔

"جانا ہے یار، لیکن لنچ کرنے کے بعد جاؤ گی۔" وہ نیند سے بھری آنکھیں مسلتے ہوئے بولی۔ "باقی سب اٹھ گئے؟" انیہ نے بالوں کا جوڑا ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اٹھ بھی گئے اور ناشتہ کر کے چلے بھی گئے۔" مومنہ نے اسے بتایا۔

"کہاں چلے گئے؟" انیہ چونکی۔

"ارے، امی بوتیک چلی گئیں اور معیز کسی سے ملے۔ میں تمہارے جاگنے کا انتظار کر رہی تھی کہ مل کر ناشتہ کریں گے اور اب خود ہی اٹھانے چلی آئی۔" مومنہ اٹھ کر جانے لگی تو انیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"تمہاری معیز بھائی سے کوئی بات ہوئی؟" انیہ نے بچے تلے لہجے میں پوچھا۔

"وہ کب مجھ سے بات کرتے ہیں؟" اس نے الٹا انیہ سے سوال کیا۔ اس کے لہجے میں تلخی کے ساتھ ساتھ افسوس بھی تھا۔

"نہیں مانو! تم مثبت سوچو۔ ہو سکتا ہے جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا نہ ہو۔" انیہ نے اسے سمجھایا۔

"ویسا نہیں تو کیسا ہے؟ وہ مجھے انکوری تو کر رہے ہیں، صبح بھی میرے آتے ہی چلے گئے۔"

"نہیں مانو! تم غلط سوچ رہی ہو۔ میں نے یا بوانے تو ایسا کچھ فیل نہیں کیا کہ وہ تمہیں انکوری کر رہے ہیں۔ اور تم نے بھی تو خود سے ان سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی۔" انیہ دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

"میں ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" مومنہ جانے کے لیے مڑی مگر اس کا ہاتھ انیہ کی گرفت میں تھا۔

"ایسے نہیں چلے گا، تم بھی تو بھاگ رہی ہو معیز بھائی سے۔ پہلے مجھ سے وعدہ کرو مانو۔" وہ قطعی لہجے میں بولی۔ "کہ تم اس سے بات کرنے کی کوشش کر دو گی۔"

"اوکے، میں وعدہ کرتی ہوں۔" مومنہ نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے دکھ بھرے لہجے میں کہا اور باہر چلی گئی۔

کچھ دیر بعد چار افراد کے اس گھر میں موجود دونوں ناشتہ کر چکے تھے اور پروین لنج کی تیاری کر رہی تھی۔ لنج سے کچھ دیر قبل معیز گھر آیا تو انیہ اور مومنہ سر جوڑے بیٹھی کچھ ڈسکس کر رہی تھیں، اسے دیکھ کر چپ ہو گئیں۔

"مجھے جانے کیسے بھول گیا؟" مومنہ مدھم آواز میں بولی۔

"مجھے تو یاد تھا نا۔" انیہ نے کہا۔

"اب میں بھی چلتی ہوں تمہارے ساتھ، لیکن صرف ایک گھنٹے کے لیے۔" مومنہ نے کہا۔

"لیکن اس شخص سے کیرہ کیسے لیں گے؟" مومنہ نے ٹیڑھی نظروں سے معیز کو دیکھا جو کچن میں جا رہا تھا۔

"اس میں کون سی مشکل بات ہے۔ میں معیز بھائی سے کیرہ مانگ لوں گی۔" انیہ نے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے کہا۔ اور کچھ دیر بعد کھانے کی میز پر اس نے معیز کو بلایا۔

"ہاں بولو۔" معیز نے انیہ کی جانب دیکھا۔

"وہ بھائی I need your camera میری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے تو اس لیے چاہیے۔" انیہ نے پراعتماد لہجے میں اپنی بات معیز تک پہنچائی جبکہ اس کے سامنے بیٹھی مومنہ انیہ کو آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھ رہی تھی۔

"لے لینا، نو پرا بلیم۔" معیز نے فراخ دلی سے کہا۔

"ایک اور کام بھی ہے آپ سے، اگر آپ فری ہیں تو۔" انیہ نے اس بار ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا؟" اس بار معیز کے ساتھ ساتھ مومنہ بھی اس کی ہچکچاہٹ پر چوکی۔

"میں تو بھائی لیٹ نائٹ یونی سے لوٹوں گی جب لائبریری بند ہوگی، مگر مومنہ نے گھر واپس آنا ہے اور بوا جی بھی بوتیک میں مصروف ہیں ورنہ میں انہیں کہہ دیتی۔"

معیز اس کی بات کا مطلب سمجھ چکا تھا۔

"تو آپ پلیز ایک گھنٹے تک مانو کو یونی سے پک کر لیجیے گا۔" انیہ نے اپنی بات مکمل کی۔

"ٹھیک ہے، میں کر لوں گا۔" معیز نے انیہ سے کہا اور ایک نظر مومنہ کو دیکھا جو اپنی پلیٹ پر مکمل طور پر جھکی ہوئی تھی۔ مومنہ کو گاڑی ڈرائیو کرنی نہیں آتی تھی اور نہ ہی اس نے سیکھی تھی مگر انیہ کو گاڑی چلانے کا بہت شوق تھا۔ اس کے شوق کو دیکھتے ہوئے جب مسرت بوانے انیہ کا ایڈمیشن ڈرائیونگ اکیڈمی میں کروایا تو مومنہ کو بھی یہی آفر دی تھی جسے مومنہ نے بہت سہولت سے رد کر دیا۔ یہی وجہ تھی کہ مومنہ ہمیشہ انیہ کی کار میں اس کے ساتھ سفر کرتی تھی یا بوا کے ساتھ۔ بوانے اس کام کے لیے کوئی ڈرائیور بھی نہیں رکھا تھا۔ اب مومنہ اس لمحے کو کوس رہی تھی جس لمحے اس نے ڈرائیونگ سیکھنے سے انکار کیا تھا۔

☆.....☆.....☆

"پپی برتھ ڈے ٹویو، پپی برتھ ڈے ٹویو، پپی برتھ ڈے ڈیر کاشفہ، پپی برتھ ڈے ٹویو۔" یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس میں شام کے پانچ بجے تالیوں، خوشیوں، مسکراہٹوں اور برتھ ڈے گیت کے دوران کاشفہ نے



ایک کاٹا۔

"یہ تو تہارا گفٹ۔ مانو تو بالکل بھول گئی تھی، اسی لیے گفٹ نہیں لاسکی، سو یہ ہم دونوں کی طرف سے۔" انیہ نے کاشفہ کو گولڈن ریپر میں لپٹا گفٹ اس کے حوالے کیا۔  
"تھینک یو یار۔" کاشفہ اس کے گلے لگ گئی۔

"Just be happy and live long" انیہ نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔  
اس چھوٹی سی برتھ ڈے پارٹی کو مومنہ معیز کے کیمرے میں کور کر رہی تھی اور اب مومنہ اور مریم چند قدم دور کھڑیں سیلفیز لے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ان دونوں کے پاس آئیں۔  
"چلو، سب ایک گروپ سیلفی لیتے ہیں۔" مریم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا اپنا فون اوپر کرتے ہوئے کہا۔  
تصویریں لینے کے بعد کاشفہ مریم کی جانب مڑی۔  
"ذرا تم میرا گفٹ نکالو۔" کاشفہ نے مریم سے کہا۔  
"دے دیتی ہوں، اتنی بے صبری کیوں ہو رہی ہو؟"  
مریم بھی اسے مکمل ستانے کے موڈ میں تھی۔ ابھی کاشفہ اپنے گفٹ کا مطالبہ مریم سے کر رہی رہی تھی کہ انیہ کا فون بج اٹھا۔

"ہیلو!" انیہ نے کال ریسیو کر کے فون کان سے لگایا۔  
"او کے بھائی۔" کچھ دیر بعد معیز کی بات سن کر انیہ نے فون بند کر دیا اور مومنہ کی جانب چلی آئی۔  
"مانو، تمہیں معیز بھائی لینے آچکے ہیں۔ ان کے ساتھ واپس چلی جاؤ اور جو میں نے کہا تھا، وہ یاد رکھنا۔"  
اس کے جواب میں مومنہ نے منہ بنا کر کہا۔ "یاد ہے سب۔"  
کاشفہ اور مریم سے مل کر وہ باہر آ گئی۔

"اوہ! یہ کیمرہ تو میرے پاس ہی رہ گیا۔ بھلا مانو کو ہی دے دیتی، وہ گھر لے جاتی۔ اب سارا دن سنبھالنا پڑے گا۔" انیہ نے مومنہ کے جانے کے بعد اپنے ہاتھ میں موجود معیز کے کیمرے پر نظر پڑنے کے بعد سوچا۔

☆.....☆.....☆

مومنہ کے گاڑی میں بیٹھتے ہی معیز نے کار آگے بڑھادی۔

"کیسی ہو تم؟" ان چند دنوں میں سلام کے علاوہ یہ پہلی بات تھی جو معیز نے مومنہ سے کی تھی۔

"ٹھیک ہوں۔" مومنہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ گاڑی میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ کچھ آگے جا کر معیز نے ایک جگہ گاڑی روک دی تو مومنہ نے حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔

"وہ دراصل مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے۔" معیز نے اس کے حیران تاثرات دیکھ کر وضاحت کی۔  
اچانک سے مومنہ کے حیران تاثرات کی جگہ غصے نے لے لی مگر وہ خاموش رہی۔

"میں چاہ رہا تھا کہ اکیلے میں تم سے بات کروں اور۔۔۔" معیز نے کہنا شروع کیا مگر مومنہ نے قطعی لہجے میں اس کی بات کاٹ دی۔

"But i don't want to talk"

اب حیران ہونے کی باری معیز کی تھی۔

"تم ایک بار میری بار تو سنو۔ میں جسٹ تمہیں کلیئر کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔"

مومنہ نے اس بار چیخ کر اس کی بات کاٹی۔

"معیز اکبر، مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" پھر تھوڑا خود پر قابو پا کر بولی۔ "بس مجھے گھر ڈراپ کر دیں۔"

مومنہ کے الفاظ سن کر معیز کے تاثرات بھیج گئے اور اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے انتہائی ریش انداز میں ڈرائیو کر کے مومنہ کو بیس منٹ میں گھر پہنچایا۔ گھر آتے ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی جبکہ معیز نے غصے میں ایک مکاسٹیرنگ پر مارا۔

☆.....☆.....☆

مومنہ کے جانے کے کچھ دیر بعد کاشفہ اور مریم بھی واپس لوٹ گئیں۔ انیہ کل کی تیاری کی غرض سے لائبریری میں آگئی۔ یونیورسٹی میں اس وقت زیادہ لوگ نہیں تھے۔ لائبریری میں بھی صرف چھ سٹوڈنٹس تھے۔ آج پیپر بھی نہیں تھا، اس لیے بھی یونیورسٹی کافی حد تک خالی تھی۔ انیہ آج بھی اسی کھڑکی کے پاس والی ٹیبل پر بیٹھی

تھی جس پر وہ اس دن بیٹھی تھی جب زمان آیا تھا۔ انیہ کو یہ جگہ کافی پسند تھی۔

شام ڈھلتے ہی یونیورسٹی بھی آہستہ آہستہ ویران ہونے لگی۔ لائبریری میں بیٹھے سارے سٹوڈنٹس اپنی اپنی کتابیں سمیٹ کر اپنے اپنے گھروں کو چل دیے۔ ایسے میں انیہ وہاں اکیلی بیٹھی تھی جب لائبریرین اس کے پاس آیا۔

"مس! آپ کب تک یہاں ہیں؟"

انیہ نے سر اٹھا کر اس لڑکے کو دیکھا جو تقریباً چار سال سے یہاں جاب کر رہا تھا۔

"جب تک لائبریری کی ٹائمنگ ہے۔" انیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"لیکن مس، لائبریری کی ٹائمنگ تو رات گیارہ بجے تک ہے۔"

"جی ہاں، مجھے معلوم ہے۔" انیہ ابھی بھی سنجیدہ تھی۔

"مس، مجھے ایک فیور کریں گی؟" اس لڑکے نے انیہ کو پر امید نظروں سے دیکھا۔ انیہ نے اپنا انگوٹھا اپنی ٹھوڑی کے نیچے جما کر اس لڑکے کو "لیں" کہا۔

"میں تھوڑی دیر کے لیے باہر جا رہا ہوں۔ اگر آپ یہاں کا خیال رکھیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔"

"اوکے۔" انیہ نے اسے جواب دیا اور واپس بک میں کھو گئی۔ کچھ دیر بعد وہ لڑکا واپس لوٹ آیا مگر انیہ نے دھیان نہیں دیا۔ انیہ نے جب اپنی تیاری ختم کی تو سر اٹھا کر ٹائم دیکھا۔ گیارہ بجنے میں آٹھ منٹ باقی تھے۔ انیہ نے اپنی بکس بیک میں ڈالیں، زپ بند کی اور لائبریری سے باہر نکل آئی۔

ابھی وہ لائبریری کی سیڑھیوں پر ہی تھی کہ اس کی نظر آسمان پر پڑی جہاں روز بہ روز بڑھتا چاند اپنی روشنی سارے میں بکھیر رہا تھا۔ وہ سر جھٹک کر آگے بڑھی۔ کچھ آگے جانے کے بعد اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو لائبریری کی عمارت اندھیرے میں ڈوب چکی تھی۔ اس عمارت نے خود پر ایک پراسرار بیت کی چادر اوڑھ لی تھی۔

دفعتاً انیہ کو لائبریری کی عمارت کے دائیں جانب دو وجود نظر آئے۔ جب اس نے غور سے دیکھا تو دونوں نے ہڈ والی جیکٹ پہن رکھی تھی۔

"یہ کون ہیں جو اتنی رات گئے یوں چوروں کی طرح یونی میں گھوم رہے ہیں؟" اس کے دماغ میں ایک سوچ

ابھری۔ انیہ ان سے کچھ فاصلے پر اس کے پیچھے ہوئی۔ کچھ آگے جانے پر دونوں میں سے شاید ایک کو شک ہوا تو اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ انیہ نے بروقت ایک درخت کے تنے کے پیچھے پناہ لی۔

"اگر ابھی یہ مجھے دیکھ لیتے تو۔" انیہ نے گہری سانس لی۔ "مگر یہ ہیں کون؟" انیہ پھر سے ان کے پیچھے ہوئی۔ اچانک اس کی نظر لائبریری کی عمارت کی پچھلی سائیڈ پر پڑی کیونکہ وہ لائبریری کے سامنے سے گھوم کر دائیں جانب ان دونوں کے پیچھے چلی آئی تھی۔

لائبریری کی عمارت کی پچھلی طرف ایک سفید رنگ کا مٹی ٹرک کھڑا تھا اور عمارت کی پچھلی طرف کا چھوٹا بلب آن تھا جو صرف عمارت کے پچھلے برآمدے کو روشن کر رہا تھا۔ انیہ سر جھٹک کر پھر ان دونوں کا پیچھا کرنے لگی۔ وہ دونوں ہڈ والے لڑکے اب ایڈمن آفس کا لاک کھول کر اندر کی جانب بڑھ گئے تھے۔

"ان دونوں کے پاس یہاں کی چابی کیسے آئی؟" بہت سارے سوال اس کے سر میں منڈلا رہے تھے۔ وہ بھی خاموشی سے ان کے پیچھے ایڈمن آفس میں داخل ہوئی اور ایک اوٹ میں نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔ اب وہ دونوں لاکر روم کھول رہے تھے جہاں ان کے آئندہ ہونے والے Question Paper رکھے تھے۔

"اوہ! تو یہ پیپر چرانے آئے ہیں۔" انیہ نے دل میں سوچا۔

"یار، ایک ایک کاپی سب کی لے لیتے ہیں۔ اتنے سارے ہنڈلز میں سے ایک مسنگ کاپی پر کسی کا دھیان نہیں جائے گا۔" ان دونوں میں سے ایک ہڈ والے نے کہا۔ دوسرے ہڈ والے نے ہاتھ میں ٹارچ پکڑ رکھی تھی۔

"یہ آواز تو جانی پہچانی ہے۔" انیہ کے دماغ میں گھنٹیاں سی بجنے لگیں۔

"اب ہمیں ٹاپ کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔" یہ کہہ کر پہلا ہڈ والا مڑا تو انیہ نے دیکھا، یہ تو فرخ شبیر ہے۔

"یا اللہ! یہ ایسے ٹاپ کرتا ہے۔" انیہ نے اپنا سر تھام لیا۔ "نہیں انیہ، نہیں۔ یہ وقت ہوش سے کام لینے کا ہے۔" انیہ نے خود سے کہا اور اس کے ہاتھ خود بخود اس کے بیگ تک رینگ گئے۔ اس نے چپکے سے زپ کھولی اور معیز کا کیمرہ نکالا اور جہاں وہ بیٹھی تھی، اسی اوٹ سے انیہ نے امجد اور فرخ کی تصویریں لیں۔ تصویریں لے کر

اس نے کیمبرہ بیگ میں ڈالا، زپ بندی کی اور دبے قدموں ایڈمن آفس سے باہر نکل آئی۔

اچانک سے انہی نے دوڑ لگا دی اور پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر دم لیا۔ کچھ دیر سانس بحال کرنے کے بعد اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور گھر کے راستے پر ڈال دی۔

"اب آئے گا مزہ فرخ شبیر! جب تمہارے کروت پوری یونیورسٹی جانے گی۔" انہی ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

اگلی صبح یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس پر بہت روشن طلوع ہوئی تھی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ انکشاف نے یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس میں ہلچل مچا دی تھی تو زیادہ بہتر ہوگا۔

زمان یونیورسٹی میں داخل ہوا تو اسے بہت سارے لوگ چہ میگوئیاں کرتے نظر آئے۔ ایک بے چینی سی سب کے رویے سے عیاں تھی جو زمان کو حیران کر رہی تھی۔ وہ سیدھا سمیر کے پاس گیا۔

"یہاں کچھ ہوا ہے کیا؟" زمان نے نوٹ پیڈ پر لکھ کر سمیر سے پوچھا۔ سمیر نے اپنی نظروں کے زاویے نوٹس بورڈ کی جانب کر دیے۔ زمان نے سرگھما کر دیکھا تو نوٹس بورڈ کے سامنے ایک جم غفیر تھا۔ زمان نے حیران ہو کر سمیر کی جانب دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔

"یہ رش کیوں لگا ہوا ہے؟"

سمیر نے ایک نظر نوٹس بورڈ کے سامنے لگے ہجوم پر ڈالی اور پھر زمان کو دیکھا۔

"کل رات فرخ شبیر ایڈمن آفس کے لاکر روم سے Question Paper چراتے ہوئے پکڑا گیا، اس کے ساتھ امجد بھی تھا۔ کسی نے چپکے سے پیپر چراتے وقت ان کی تصویریں لے لیں اور وائس چانسلر صاحب کو آج صبح سب پروفیسرز کے سامنے دے دیں۔ نوٹس بورڈ پر وہی تصویریں چسپاں ہیں اور ساتھ میں وائس چانسلر صاحب کا ایک میسج سٹوڈنٹس کے نام، جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ مارٹن لو تھرکنگ جو نیر نے کہا تھا کہ

**-Injustice anywhere as a threat to justice everywhere."**

اسی لیے ایک پروفیسر کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ہم فرخ کو معاف کر کے یونی کے قانون نہیں توڑ سکتے اور اسی

لیے فرخ کو تین سال کے لیے بلیک لسٹ کر دیا گیا ہے۔"

زمان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے جلدی سے نوٹ پیڈ پر چند الفاظ گھسیٹے اور نوٹ پیڈ سمیر کے سامنے کیا۔

"لیکن سلطان پاشا صاحب (وائس چانسلر) اور پروفیسر شبیر تو کافی اچھے دوست ہیں۔ تو سلطان پاشا صاحب نے پروفیسر شبیر کو کوئی فیور کیوں نہیں دی؟"

"یار، وہ اس طرح کر کے اپنا عہدہ تو خطرے میں نہیں ڈال سکتے۔ اور ویسے بھی یہ اندر کی بات ہے، ہمیں کیسے پتا ہو سکتی ہے۔" سمیر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "خیر، تم چھوڑو اس بات کو اور یہ بتاؤ، پیپر کی تیاری کیسی ہے؟ تھوڑی دیر میں شارٹ ہونے والا ہے۔" سمیر نے بات بدل دی۔

☆.....☆.....☆

"آئی ایم سوسوری، لیکن میں تمہاری اس معاملے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔" سفاری سوٹ میں ملبوس سلطان پاشا اپنے آفس میں بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے رکھی کرسیوں میں سے ایک پر پروفیسر شبیر ماتھے پر بل ڈالے پریشان لگتے تھے۔

"نہیں نہیں، آپ نے ٹھیک ہی کیا۔ اگر آپ آج اسے یوں نہ نکالتے تو آگے چل کر نہ جانے یہ میری عزت کا کتنا جنازہ نکالتا۔" پروفیسر شبیر نے ہاتھ جھلا کر کہا۔

"نہیں شبیر، یہ بات نہیں ہے۔ اصل میں اس وقت میرے آفس میں سات پروفیسرز موجود تھے، جب وہ یہ تصویریں لے کر آئی۔ میں اگر کوئی ایکشن نہ لیتا تو سب کو کیا جواب دیتا۔" سلطان پاشا صاحب پروفیسر شبیر کو تفصیلات بتا رہے تھے۔

پروفیسر شبیر نے ان کی بات کاٹی۔

"میں چلتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ وائس چانسلر کے آفس سے نکل آئے اور تیز قدموں سے اپنے آفس کی جانب بڑھے۔

اپنے آفس میں پہنچ کر پروفیسر شبیر نے دروازہ لاک کیا اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی۔ پریشانی کے عالم میں

انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کے بال جکڑ لیے اور اپنے آفس میں چکر کاٹنے لگے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد انہوں نے اپنا فون نکالا اور ایک نمبر ملایا۔ دوسری طرف رابطہ ملتے ہی وہ غصے سے پھٹ پڑے۔

"بے غیرت انسان! تمہیں ذرا شرم نہیں آئی یہ حرکت کرتے ہوئے۔" اگر فرخ ان کے سامنے ہوتا تو شاید وہ اسے شوٹ بھی کر دیتے۔

"آپ میری بے عزتی کرنے کی بجائے میری جگہ پر اپنے آپ کو رکھ کر سوچتے، اگر میں فیل ہو جاتا تو بھی تو آپ ہی کی بے عزتی ہوتی۔ میں نے صرف آپ کی عزت کے خیال سے یہ سب کیا۔" دوسری طرف فرخ نے بدتمیزی کے سارے ریکارڈ توڑ دیے۔ اس نے پورا الزام ہی پروفیسر شبیر کے سر ڈال دیا۔

"نالائق انسان! اب کون سی عزت بچی ہے میری؟ وہ تو شکر ہے انیہ صدیق نے تمہارا راز قاش کر دیا ورنہ پتا نہیں تم مجھے اور کتنا ذلیل کروا تے۔" پروفیسر شبیر نے غصے سے کہا۔

"اوہ! تو یہ سب اس کا کیا دھرا ہے۔ میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔" یہ کہہ کر فرخ نے کال کاٹ دی جبکہ پروفیسر شبیر اسی پریشانی کے عالم میں چکر کاٹتے رہے۔



"کیسا رات تمہارا آج کا دن؟" انیہ لاؤنج میں صوفے پر براجمان تھی جب بوا اس کے پاس آ کر بیٹھیں۔  
 "آج کا دن تو کافی زبردست تھا۔" انیہ نے مسکرا کر جواب دیا۔ اس کا آج کا دن واقعی بہت زبردست اور شاندار رہا تھا۔

"تم نے چائے پی لی؟" مسرت بوانے اس سے سوال کیا۔ انیہ کی عادت تھی کہ وہ رات کے کھانے کے بعد چائے ضرور پیتی تھی۔

"جی، پی لی ہے۔" انیہ نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔ "معیز بھائی کدھر ہیں؟ میں جب سے یونی سے آئی ہوں، میں نے انہیں نہیں دیکھا۔" انیہ نے مسرت بوا سے سوال کیا۔  
 "وہ اپنے کسی کام کے سلسلے میں باہر ہے۔" بوانے اسے بتایا۔



"بوا! آپ نے مانو کا معیز بھائی کے لیے رویہ نوٹ کیا؟" انیہ نے مسرت بوا سے مومنہ کے رویے کے متعلق پوچھا۔ وہ یونی سے گھر آ کر اکثر کمرے میں بند رہتی تھی۔

"ہاں، لیکن صرف اس کا دماغ خراب ہے۔ جلد ہی اس کی عقل ٹھکانے آ جائے گی، تم توجہ مت دو۔"

مسرت بوا نے مومنہ کے رویے کو زیادہ اہمیت نہ دی۔

"مگر بوا، معیز بھائی بھی تو مومنہ سے بات نہیں کرتے۔ ایسا کیسے چلے گا؟" انیہ مومنہ کے لیے فکر مند تھی۔

"انیہ بیٹا، وہ پہلے کب مومنہ سے اتنا فری ہوتا ہے یا بات کرتا ہے۔ ویسے بھی یہ عورتوں والا گھر ہے۔ وہ اکیلا لڑکا ہے، اسی لیے احتیاط کرتا ہے۔ اور مومنہ کی تم فکر مت کرو، اسے یہ بات سمجھنے میں وقت لگے گا۔" مسرت بوا نے اسے سمجھانے والے انداز میں بتایا۔

"اچھا اب تم جا کر سو جاؤ، کافی رات ہو گئی ہے۔ جا کر نیند پوری کرو تا کہ تمہارا کل کا دن بھی زبردست گزرے۔" مسرت بوا نے اٹھ کر اس کا ماتھا چوما۔ انیہ نے اثبات میں سر ہلایا اور کل کے بھرپور دن کی امید لیے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ مگر کون جانے کہ کل کا دن کیسا طوفان لانے والا تھا۔

☆.....☆.....☆

رات کے تیسرے پہر وہ گلی سنسان پڑی تھی اور مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ایسے میں صرف دو تین گھروں کے اندر روشنی جل رہی تھی۔ یہ پوری گلی اصل میں امیر باپوں کی اولادوں کے گھروں سے بھری پڑی تھی۔ اس گلی کی خاصیت یہ تھی کہ یہاں کا ہر گھر ایک یا دو مرلے پر مشتمل تھا اور ان گھروں کے مالکان نے انہیں شوقیہ خریدا تھا۔ وہ یہاں صرف اپنے دوستوں کے ساتھ وقت گزاری کے لیے آتے تھے۔

ایسے میں ایک گھر کے اندر روشنی کے ساتھ ساتھ بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ اندر جھانکو تو سنگ کے لیے ایک ٹیبل کے گرد چند ایک سٹولز پڑے ہوئے تھے، جیسے بارز میں ہوتے ہیں جبکہ کمرے کی دوسری جانب فرشی سنگ کا انتظام تھا۔ زمین پہ بچائے گئے قالین پر امجد لینا چھت کو گھور رہا تھا جبکہ فرخ جلے پیر کی بلی کی طرح کمرے میں گھوم رہا تھا۔

"تمہیں یاد ہے، اس نے پچھلے سال Debate competition کے موقع پر بھی اسی طرح مجھے

ہرایا تھا۔ عین موقع پر سب کو بتا دیا تھا کہ مجھے سوالات پہلے معلوم ہیں اور اس نے یہ سب خود جیتنے کے لیے کیا تھا۔ مگر خیر، وہ میری لاپرواہی کی وجہ سے ہوا تھا اور بس مجھے مقابلے سے نکال دیا گیا تھا۔ "فرخ جذباتی انداز میں امجد کو یہ بات کئی دفعہ کہہ چکا تھا۔" مگر اب پانی سر سے گزر چکا ہے۔ اب مجھے کچھ کرنا ہوگا۔"

امجد نے حیرانی سے فرخ کی جانب دیکھا، "کیا کرو گے؟"

فرخ ایک سٹول کھینچ کر بیٹھا اور آنکھیں بند کر کے بولا۔ "مجھے کچھ سوچنے دو۔ سوچو فرخ، سوچو۔"

فرخ کی بند آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرایا جب وہ یونی میں بڑے مزے سے داخل ہوا تھا اور انیہ اسے دیکھ کر استہزائیہ مسکرائی تھی۔ پھر فرخ کو وائس چانسلر کے آفس بلا کر لیٹر تھمایا جانا اور پھر پروفیسر شبیر کے الفاظ "بے غیرت، نالائق" اس کے کانوں میں گونجنے لگے۔ فرخ نے جھٹکے سے آنکھیں کھول دیں۔

"مجھے پتا چل گیا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔" یہ کہتے وقت فرخ کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ "کیا کرنے والے ہو تم؟" امجد اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"انیہ سے کچھ حساب چکانے ہیں۔" پھر اس نے امجد کی جانب دیکھا، "یہ ساتھ والا مکان لقمان کا ہے نا؟ اس سے صبح ہوتے ہی اس کی چابی تو لینا۔"

"تم کرنے کیا والے ہو؟" امجد نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"بدلہ لینے والا ہوں، اور کیسے لوں گا؟ یہ تم جلد جان جاؤ گے؟" فرخ کی آنکھوں میں عجیب سی کمینگی تھی جبکہ باہر گلی اسی طرح سنسان پڑی تھی۔

☆.....☆.....☆

آج کا دن بھیگا بھیگا طلوع ہوا تھا۔ فضا میں نمی کے باعث ایک بوجھل پن تھا۔ آسمان مکمل طور پر بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ایسے میں زمان اپنے کسی کام سے گھر سے نکلا ہوا تھا۔ دوپہر کا وقت ہونے کے باوجود شام کا سا سماں لگتا تھا۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنی گاڑی گھر جانے کے لیے موڑی۔

کچھ فاصلے پر ایک سگنل تھا۔ جب زمان وہاں پہنچا تو بتی لال تھی۔ آس پاس کا علاقہ بھی ویران معلوم ہوتا تھا۔ مین روڈ ہونے کے باوجود سڑک پر دور دور تک دن کے اس پہر کوئی گاڑی یا بشر نہ تھا۔ زمان سگنل پہ گاڑی

روکے سگنل کھلنے کا انتظار کر رہا تھا، جب گاڑی کی ونڈ وپر دستک ہوئی۔

زمان نے شیشہ نیچے کیا تو اسے ایک آدمی ماسک پہنے نظر آیا۔ زمان نے ابرو اچکا کر اشارے سے پوچھا،  
"کیا ہے؟"

اس آدمی نے جواب دینے کی بجائے اپنا دایاں ہاتھ اندر کیا تو زمان نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک  
رومال تھا۔ کچھ دیر بعد زمان گاڑی کی کچھلی سیٹ پر بے سدھ پڑا تھا۔  
"اس کی گاڑی بھی لے آؤ۔" اس ماسک والے آدمی کو کسی نے فون پر ہدایت دی۔

☆.....☆.....☆

صبح سے موسم خراب ہونے کے باوجود وہ یونی تو چلی آئی تھی مگر یہاں اسے کمپنی دینے کے لیے مریم کے  
علاوہ کوئی نہ تھا۔ مریم بھی جب دوپہر کو یونی سے گھر چلی گئی تو آدھے گھنٹے بعد انیہ نے بھی گھر جانے کا سوچا۔ اس  
نے اپنی بکس سمیٹیں اور پارکنگ کی جانب چلی آئی۔ ابھی اس نے گاڑی کا لاک کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے ایک  
رومال والا ہاتھ اس کے چہرے پر آیا اور کچھ لمحوں بعد وہ ارد گرد سے بے گانہ ہو چکی تھی۔

اسے بے ہوش کرنے والے نے انیہ کی گاڑی سے اس کا بیگ نکالا اور گاڑی لاک کر کے چابی اس کے بیگ  
میں ڈال دی۔ پھر وہ انیہ اور اس کے بیگ کو ایک اور گاڑی تک لایا اور انیہ کو اس کے بیگ سمیت کچھلی سیٹ پر  
ڈال دیا اور وہ خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھا۔ اس نے گاڑی سٹارٹ کی اور نکال کر باہر لے گیا۔ یونیورسٹی  
کی حدود سے باہر نکل کر اس نے ایک نمبر ڈائل کیا۔

"کام ہو گیا ہے، میں آرہا ہوں۔" رابطہ ملنے پر اس نے کہا۔  
"گڈ، جلدی پہنچو۔" دوسری جانب سے یہ کہہ کر رابطہ کاٹ دیا گیا۔

انیہ کو اغوا کر کے گاڑی میں ڈال کر لے جانے کا عمل چند منٹوں میں ہوا تھا، لیکن ان چند منٹوں میں پارکنگ  
میں کھڑی ان باقی گاڑیوں نے اس گاڑی کو پہچان لیا تھا جس میں انیہ کو ڈال کر لے جایا گیا تھا۔  
وہ زمان کی گاڑی تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ سوئڈ بوئڈ شخص آج پھر اس جگہ کا معائنہ کر رہا تھا جہاں پر خفیہ طور پہ سفید سفوف سنبھال کر رکھا جاتا تھا اور Deliver کیا جاتا تھا۔

"تم لوگ کافی اچھا کام کر رہے ہو، آئندہ بھی ایسے ہی کام کرنا۔" اس شخص نے وہاں کام کرتے لڑکوں کو سراہتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی ایک بڑا آرڈر آئے گا۔ اس کے لیے سب تیار رہنا۔" اس شخص نے اعلانیہ انداز میں کہا اور اس تہہ خانے سے باہر نکل آیا جہاں کئی راز دفن تھے۔

☆.....☆.....☆

پانی کے چھینٹوں نے زمان کو ہوش میں آنے پر مجبور کیا۔ مگر اس کی آنکھوں پر سے اندھیرا نہیں چھٹ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ جب اس کا ذہن بیدار ہوا تو اسے احساس ہوا کہ وہ بندھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔  
 "کیسے ہو زمان؟" ایک آدمی چل کر اس کے سامنے آیا۔ اس کی آواز زمان کو کچھ جانی پہچانی لگی۔ زمان نے اپنی کمر پر بندھے ہاتھ رسیوں سے آزاد کرانے کی کوشش کی۔

"اتنی آسانی سے نہیں کھلیں گی یہ رسیاں۔" اس آدمی نے اس بار ہنس کر کہا۔  
 "یہ آواز تو فرخ کی ہے۔" زمان کے کانوں نے آواز کو سکین کر کے سنگٹل دماغ تک پہنچایا۔  
 "فکر مت کرو، میں تمہارے ساتھ کچھ نہیں کروں گا۔ بس تمہیں میرا ایک چھوٹا سا کام کرنا ہوگا۔" فرخ نے "چھوٹا سا کام" کو لمبا کر کے کہا۔ زمان کے ماتھے پر ناگوار شکنیں ابھریں۔

"اور وہ یہ ہے کہ تم چند پیپرز پر سائن کر دو۔" فرخ کی بات سن کر زمان حیران ہوا۔  
 "اب تم پوچھ تو نہیں سکتے اور نہ ہی تم اپنے اس سوکا لڈنوٹ پیڈ پر لکھ کر پوچھ سکتے ہو کیونکہ تمہارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، تو میں ہی بتائے دیتا ہوں کہ تم سوچ رہے ہو گے، کیسے پیپرز؟" فرخ نے تھوڑا سا وقفہ لیا اور زمان کی ٹھوڑی کو اوپر کر کے بولا۔ "تو میری جان، یہ تمہارے یونیورسٹی چھوڑنے کے پیپرز ہیں۔" یہ کہہ کر فرخ چپ ہو گیا۔

کچھ لمحوں بعد ایک اور شخص کمرے میں داخل ہوا اور چپ چاپ فرخ کے سائے کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔

"اب تم سوچ رہے ہو گے کہ میں یہ کیوں کر رہا ہوں، تو تم میرے جانے کے بعد یونیورسٹی میں اکیلے کیسے رہ سکتے ہو؟ میں اگر نکال دیا گیا ہوں تو تم خود یونیورسٹی چھوڑ دو گے۔ اور ہاں، فکر مت کرو کل کا پیپر تم دے دینا، اس کے بعد ہی میں یہ پیپر زیونی بھجواؤں گا، تمہارے سائن کے ساتھ۔"

فرخ کے چپ ہونے کے چند لمحوں بعد دوسرے سائے نے بات کرنا شروع کی تو زمان نے پہچانا، وہ امجد تھا۔  
 "اور اگر تم انکار کرو گے تو ہم انیہ کو یہ بتا دیں گے کہ اس دن تم نے جو گلاب کا پھول اسے دیا تھا، وہ کس نیت سے دیا تھا۔ کیونکہ انیہ نے یہ سمجھ کر لیا تھا کہ کچھ لڑکے تم سے یہ سب کروا رہے تھے۔ ہم اسے تمہارے دوستوں کی تصویروں کے ساتھ سب سچ بتائیں گے، پھر وہ تمہاری عزت بھی نہیں کرے گی۔" امجد کے بات ختم کرتے ہی فرخ نے آگے سے بات جوڑی۔

"اور پلیز زمان، یہ مت سوچنا کہ ہمیں یہ سب کیسے پتا چلا۔ یونیورسٹی میں ایسی باتیں نہیں چھپتیں، اسی لیے سائن کرو۔"

زمان کافی دیر سے ان دونوں کی بجواس برداشت کر رہا تھا مگر انیہ کے ذکر پر اس کا غصہ آسمان چھونے لگا، مگر نہ تو وہ ان دونوں کو کچھ کہہ سکتا تھا اور نہ ہی ان دونوں کا منہ توڑ سکتا تھا۔

"وہ تم سے بھی اتنی ہی نفرت کرے گی، جتنی ہم سے کرتی ہے۔" فرخ نے اپنا آخری پتہ پھینکا۔  
 انیہ کا زمان سے رویہ بس لیا دیا ہی تھا۔ اس روز انیہ نے کس سوچ کے ساتھ لیا، زمان یہ جان چکا تھا۔ اگر انیہ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ جن لڑکوں کو وہ برا سمجھ رہی تھی کہ انہوں نے زمان کو تنگ کیا، وہ زمان کے دوست ہیں تو وہ واقعی آئندہ کبھی زمان کی شکل نہ دیکھتی اور زمان کی محبت کو یہ گوارا نہیں تھا۔ اس دن لائبریری میں بھی انیہ کا رویہ زمان کے ساتھ کچھ خاص نہیں تھا۔ یہ سب سوچنے کے بعد زمان نے ہارمان لی اور اپنا سرجھکا دیا۔

"کیا تم سائن کرو گے؟" فرخ نے پوچھا۔ زمان نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فرخ کے چہرے پر تسخرا نہ مسکراہٹ ابھری۔

"اس کا ایک ہاتھ کھولو اور سائن کرواؤ۔" فرخ نے امجد کو ہدایت دی اور باہر نکل گیا۔

☆.....☆.....☆

موسم اپنے تیور بدلنے لگا تو آسمان مزید بوجھل ہو گیا۔ ہواؤں نے شدت اختیار کر لی اور بادلوں کی گرج کی آواز سارے میں گونجنے لگی۔ ایسے میں جب انیہ کو ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو بندھا ہوا پایا۔ اس کے منہ پر ٹیپ لگا کر اس کا منہ بند کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات یاد کرنے چاہے تو کچھ خاص ذہن میں نہ آیا۔ اس نے چیخنے چلانے کی کوشش کی تو کوشش رائیگاں چلی گئی۔

"یا اللہ! میں کیا کروں؟" اس نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کھولنے کی کوشش کی مگر رسیوں کی پکڑ مضبوط تھی۔ اس کی آنکھوں پر بھی پٹی بندھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اسے دوسری طرف کا منظر اندھیرے میں ڈوبا نظر آرہا تھا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

"کیا سوچ کر تم نے میری تصویریں سلطان صاحب کو دیں؟" فرخ آتے ہی غرایا۔ "تمہیں لگا کہ تم وہ سب کر کے بچ جاؤ گی؟"

کچھ دیر وہ یونہی خاموش رہا جبکہ انیہ کے ماتھے پر بل پڑے۔ اس نے اپنے بندھے ہوئے ہاتھ کھولنے کی پھر ناکام کوشش کی۔

"اس کا منہ کھولو، امجد۔" فرخ کے کہنے پر امجد نے جیسے ہی اس کا منہ کھولا، اس نے غرا کر فرخ سے پوچھا۔ "مجھے یوں اس گھٹیا انداز میں قید کرنے کی یہ کیا فضول حرکت ہے؟" اس کی آنکھیں ہنوز بند تھیں۔ "اوہ! یہ تو میں تمہیں بتانا بھول گیا۔" فرخ کینے انداز میں گویا ہوا۔ "تم سے نکاح کر رہا ہوں۔" "کیا؟" انیہ کے چہرے پر حیرانگی ابھری۔

"ہاں انیہ، اور نکاح کرنے کے بعد تمہیں چھوڑ دوں گا۔ تم یونہی میرے نام پر بھگوانی۔ نہ تمہارے پاس اس نکاح کا ثبوت ہوگا اور نہ ہی تم کبھی اس سے آزاد ہو پاؤ گی۔" فرخ اسے دھمکا رہا تھا اور امجد خاموشی سے کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا۔

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔" انیہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم ایسا ضرور کرو گی۔" امجد نے "ضرور" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اور میں ایسا کیوں کروں گی؟" اب کی بار انیہ تمسخرانہ بولی۔

"وہ اس لیے کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گی تو ہم تمہاری اس دوست کم کزن مومنہ کو بالکل ایسے ہی اغوا کر لیں گے، جیسے تمہیں کیا ہے۔ اور اس کیساتھ ہم کیا کریں گے، اس بارے میں تم خود سمجھدار ہو۔ تم سے پھر بھی نکاح کر کے بدلہ لے رہا ہوں، اس کے ساتھ اس سے بھی برا کرونگا۔"

انیہ کا دل چاہا وہ فرخ کا منہ نوچ لے، مگر دل کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟

☆.....☆.....☆

سائن کروا کر امجد نے زمان کے ہاتھ کھول دیے۔ زمان نے جلدی سے اپنی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو دیکھا وہ ایک کمرے میں موجود تھا۔ اسی لمحے فرخ کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک چابی تھی۔

"یہ تمہاری کار کی چابی ہے، جو اس سٹریٹ سے نکلتے ہی بائیں سائیڈ پر پارک ہے۔ اب تم یہاں سے چلتے بنو، آگے کا کام ہم سنبھال لیں گے۔" زمان نے اس سے چابی پکڑی اور باہر نکل آیا۔

موسم کے تیور اسے کافی خطرناک لگے۔ آہستہ آہستہ شام بھی چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ زمان جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا، اس نے اپنا سر سٹیرنگ پر ٹکا دیا۔ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا۔ اب اس سے انیہ کو روز دیکھنے کا حق بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔ اس نے فرخ کا کیا بگاڑا تھا۔ نہ جانے کس بات کی دشمنی نکالنے کے لیے فرخ نے یہ سب کیا۔ اف خدایا! میں کیا کروں؟

☆.....☆.....☆

"تم ایسا کرو امجد، جلدی سے نکاح کے پیپر لے کر آؤ۔ پھر ہماری ہونے والی ان نے گھر بھی تو جانا ہے۔" فرخ نے انیہ کے غصے کو نظر انداز کر دیا اور امجد کے پیچھے خود بھی باہر نکل گیا۔

اچانک بادل زور سے گرجے اور بارش کے قطرے آسمان سے ٹپکنا شروع ہوئے۔ جلد ہی بارش نے شدت اختیار کر لی۔ انیہ اس گھر کے اندر بھی باہر برستی بارش کا قہر محسوس کر سکتی تھی۔

اچانک انیہ کو اپنے آس پاس قدموں کی آواز سنائی دی۔ اس نے ہولے سے پکارا۔ "کیا کوئی ہے؟" مگر کوئی جواب نہ آیا۔

پھر انیہ نے غور سے محسوس کیا تو اسے پتا چلا کہ اس کے پیچھے ایک کھڑکی ہے جو تھوڑی سی کھلی ہوئی ہے اور اسی



کھڑکی کی درز سے اسے بارش کی شدت کا اندازہ ہوا تھا۔ اس نے اور غور سے سنا تو اسے دو لوگ باتیں کرتے سنائی دیے۔

"نہیں نہیں، کیا میں تمہیں پاگل لگتا ہوں؟" یہ فرخ کی آواز تھی۔

"پھر تم نے ایسا کیوں کہا اس سے؟" امجد فرخ سے کچھ پوچھ رہا تھا۔

"یار میں بس اسے ڈرا رہا تھا، میں تھوڑی اس سے نکاح کرنے لگا ہوں۔" یوں لگتا تھا کہ امجد کو بھی فرخ کی پوری پلاننگ کا علم نہیں تھا۔

پھر کچھ لمحے بعد وہ گویا ہوا۔ "اسے پتا بھی نہیں چلے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اسے بس یہ لگے گا کہ میں اس سے بدلہ لینے کے لیے نکاح کر رہا ہوں، جبکہ اصل میں ہم انیہ کے ساتھ صرف دھوکہ کر رہے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی فرخ کا ایک قہقہہ بلند ہوا۔

"تو یہ صرف مجھے ڈرا رہا ہے اور میں واقعی ڈر گئی۔" انیہ خود سے مخاطب تھی اور اب وہ مطمئن ہو چکی تھی۔ کچھ دیر بعد فرخ اور امجد کمرے میں واپس لوٹے اور انہوں نے انیہ کا ایک ہاتھ کھول کر اس سے کسی کاغذات پر سائن کروائے۔ انیہ نے بھی رضامندی سے چپ چاپ سائن کر دیے۔

"ویری گڈ گرل۔" پین واپس لیتے ہوئے فرخ نے اس کا گال تھپتھپایا اور باہر نکل گیا۔ امجد آگے بڑھا اور اس نے انیہ کی آنکھوں سے پٹی اتار دی۔ اس کے بعد امجد نے اس کے ہاتھوں کو مکمل طور پر رسیوں سے آزاد کیا۔ ابھی امجد اس کے ہاتھ کھول ہی رہا تھا کہ فرخ دوبارہ اندر داخل ہوتا دکھائی دیا۔

انیہ کے ہاتھ جیسے ہی آزاد ہوئے اس نے امجد کو ایک سائیڈ پردھکا دیا اور فرخ کی جانب بڑھی۔ مگر فرخ نے سنبھل کر اس کے حملے کو روکا اور اس کا بازو پکڑ کر الٹا موڑا اور کمر کے ساتھ لگا دیا۔ درد کے مارے اس کے لبوں سے ہلکی سی کراہ نکلی۔

"Don't you dare" فرخ نے اسے آگے کی جانب دھکا دیا تو وہ اس کرسی پر جاگری جس پر وہ بندھی ہوئی تھی۔ انیہ نے گرنے سے بچنے کے لیے کرسی پر ہاتھ رکھنا چاہا تو کرسی کے کسی اکھڑے ہوئے کیل کی وجہ سے اس کے ہاتھ پر لمبی سی لکیر پڑ گئی۔ پہلے اس کا ہاتھ سرخ ہوا اور پھر اس کی چوٹ سے خون رسنے لگا۔

فرخ نے ایک سائڈ ٹیبل پر سے ایک بیگ اٹھا کر اس کی جانب پھینکا۔ "تمہاری کار یونی میں ہی کھڑی ہے، اسے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اپنا یہ تھیلا پکڑو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" انیہ نے خوفزدہ نظروں سے فرخ کی جانب دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر اپنا بیگ اٹھا لیا۔ وہ کھڑی ہوئی اور باہر کی جانب بھاگی۔

اب جبکہ انیہ کو معلوم تھا کہ وہ سیف ہے تو وہ خاموشی سے وہاں سے نکل آئی۔ آخری چند لمحوں میں اسے فرخ سے تھوڑا سا خوف محسوس ہوا تھا مگر اب وہ آزاد تھی۔

"اس کو تو میں بعد میں دیکھ لوں گی۔" انیہ نے باہر نکلتے ہوئے سوچا۔

خدا کی قدرت کہ اس نے انیہ کو بچانے کی خاطر اس کھلی کھڑکی کی درز سے فرخ اور امجد کو بے خبر رکھا مگر اسی خدا کی قدرت کہ بے خبر انیہ ایک انجان بندھن میں باندھ دی گئی تھی۔ کسی نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ جوڑے تو آسمانوں پر بنتے ہیں اور پھر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ بندے کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ انیہ کو سچ میں معلوم نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ واقعتاً دھوکا ہوا تھا۔ فرخ کا پلان کامیاب رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

انیہ جیسے ہی اس گھر سے نکلی، اس نے ایک نظر مڑ کر اس چھوٹے سے گھر کی جانب دیکھا۔ اسے نیم پلیٹ پہ صرف "لقمان علی" لکھا نظر آیا۔ بارش کے باوجود انیہ نے اس وحشت زدہ اور ویران گلی سے باہر نکلنے کیلئے دوڑ لگا دی۔ اس چھوٹے سے گھر کی پچھلی جانب ایک چھوٹا سا برآمدہ تھا جس میں وہ کھڑکی کھلتی تھی جو انیہ کے لیے مدد کا باعث بنی اور اس گھر کے فرنٹ پر چند فٹ کے قطعے پر گھاس اگی ہوئی تھی۔

انیہ جیسے ہی اس گلی سے روڈ پر نکلی تو اسے وہاں سے ایک رکشہ گزرتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے اونچی آواز میں اسے آواز دی اور اپنے بازو بھی کھول کر لہرائے مگر بارش کا شور بہت زیادہ تھا اور وہ مکمل طور پر بھیگ چکی تھی۔ رکشہ رکنے کی بجائے سیدھا گزر گیا۔ انیہ بارش سے بچنے کے لیے سڑک کنارے بنے ایک شیڈ کے نیچے آکھڑی ہوئی۔ اس نے اپنا بیگ کھولا تو وہاں ہر چیز ویسے ہی موجود تھی جیسے اس نے رکھی تھی مگر اس کے بیگ کے ساتھ اس کا فون بھی گیلیا ہو چکا تھا اور وہ کسی کو مدد کے لیے نہیں بلا سکتی تھی۔

اچانک اس کی نظر اپنے بائیں طرف کھڑی گاڑی پر گئی۔ اس نے غور سے دیکھا تو اندر کوئی موجود تھا۔ وہ ڈرتے ڈرتے گاڑی کے قریب گئی اور اس نے ونڈو کے گلاس پر دستک دی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے آدمی نے سر اٹھا تو انیہ نے دیکھا، وہ زمان تھا۔ دونوں کی نظروں میں حیرت عود آئی۔ زمان نے جھٹ سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔ وہ بھی پہلے سے تھوڑا سا بھیگا ہوا تھا۔

"I need your help Zaman" کیا تم مجھے میرے گھر تک چھوڑ دو گے؟ اصل میں، میں ایک فرینڈ کے ساتھ اس کی کار میں یہاں چلی آئی، میری کار وہاں یونیورسٹی میں ہی رہ گئی۔ اب موسم خراب ہے تو۔۔۔" انیہ اسے وضاحت دیتے ہوئے بولی۔

زمان نے اسے سر کے اشارے سے اندر بیٹھنے کا کہا۔ انیہ اس کی بات سمجھ کر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی۔ زمان بھی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھا۔ اس نے گاڑی میں بیٹھ کر ایک نوٹ پیڈ اور پین نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر انیہ کو دیا۔

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ویسے تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟" انیہ نے اس کی تحریر پڑھ کر سر اٹھایا۔ ایک نظر زمان کو دیکھا اور ایک نظر اپنے ہاتھ کو، جس سے خون بہنا بند ہو چکا تھا مگر ہاتھ کا وہ حصہ سرخ تھا اور سوج چکا تھا۔

"کچھ نہیں، بس وہ تھوڑی سی چوٹ لگ گئی۔" انیہ نے اسے بتایا۔ اس کی بات سن کر زمان تھوڑا آگے کو جھکا اور جہاں سے اس نے نوٹ پیڈ اور پین نکالا تھا، وہاں سے تھوڑی سی کاٹن اور بینڈ تاج نکالی۔

"فی الحال تو گاڑی میں صرف یہی ہے۔ تم اپنی چوٹ کاٹن سے خشک کرو اور اس پر یہ بینڈ تاج لگا لو۔" زمان نے نوٹ پیڈ پر لکھ کر اسے کہا۔

انیہ نے وہ دونوں چیزیں اس سے پکڑ لیں اور چوٹ خشک کرنے لگی، جبکہ زمان نے سیدھا ہو کر گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

☆.....☆.....☆

زمان نے انیہ کو اس کے گھر کے سامنے اتارا۔

"تھینک یو سوچ زمان! تم نہیں جانتے کہ تم نے میری کتنی بڑی مدد کی ہے۔" انیہ نے اترنے سے پہلے اس سے کہا۔ زمان نے اس کا شکریہ قبول کرنے کے لیے سر کو خم دیا۔ انیہ مسکرا کر اتری اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی زمان کے لبوں پر ایک تلخ مسکراہٹ ابھری۔ اس نے انکیشن میں چابی گھمائی اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

"انیہ بیٹا! تم کس کے ساتھ آئی ہو؟ اور تمہاری گاڑی کہاں ہے؟ تم اتنی بھیگی ہوئی کیوں ہو؟" مسرت بوا اسے لاؤنج میں ہی مل گئیں اور انہوں نے ایک ساتھ اتنے سارے سوال پوچھ ڈالے۔

"بوا! میری گاڑی خراب ہو گئی تھی، اسی لیے میں نے اسے یونیورسٹی میں چھوڑ دیا۔ موسم بھی ٹھیک نہیں ہے، ایسے میں، میں اسے کہاں لے جاتی اور ابھی ایک کلاس فیلو کے ساتھ آئی ہوں، معجز بھائی جانتے ہیں زمان کو۔" اس نے بوا کو وضاحت دی۔ مسرت بوا یقیناً کھڑکی سے اسے دیکھ چکی تھیں۔

مسرت بوا کی نظر اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی اس کے ہاتھ پر گئی۔

"یہ تمہارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟" انہوں نے تشویش سے پوچھا کیونکہ اس کا ہاتھ کافی حد تک سوچ چکا تھا۔

"بوا، بس بارش میں گر گئی تھی اور چوٹ لگ گئی۔" انیہ نے اپنا سوجا ہوا ہاتھ دیکھتے ہوئے کہا۔

"خیال رکھا کرو اپنا۔ تم ایسا کرو جا کر چینج کر لو، میں تمہارے لیے چائے بھجواتی ہوں۔" بوا نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا جہاں تھکاوٹ کے نشان رقم تھے۔

"نہیں بوا، میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ میں بس جا کر سوؤں گی۔" اس نے بوا کو انکار کر دیا اور اپنے کمرے کی جانب چلی آئی۔

کمرے میں آ کر اس نے دروازہ لاک کیا اور اپنے بال پونی کی قید سے آزاد کیے۔ کچھ دیر یونہی آئینے کے سامنے کھڑی اپنا بھیگا بھیگا عکس دیکھتی رہی۔ پھر اس نے مڑ کر ایک جھٹکے سے اپنی بیڈ سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا اور وہاں سے ایک شیشی نکالی۔ اس نے پانی کے لیے کمرے میں نگاہ دوڑائی مگر اسے کہیں پانی دکھائی نہ دیا۔ اس نے شیشی سے نیند کی ایک گولی نکالی اور منہ میں رکھ کر بغیر پانی کے نگل گئی۔ کچھ لمحوں بعد وہ اپنے بستر پر بے سدھ پڑی



بارش کچھ دیر ہوئی رک چکی تھی مگر پورا منظر بھیگ چکا تھا۔ بخ بستہ ہوائیں شدت اختیار کر چکی تھیں۔ رات چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ ایسے میں زمان اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھا جوتے اتار رہا تھا جب اس کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے سراٹھا کر دیکھا تو ماندہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو رہی تھی۔

"کہاں تھے آپ بھائی؟ میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔" ماندہ نے اس کے پاس آتے ہوئے پوچھا۔ زمان نے اکتا کر اسے دیکھا۔ پھر اپنی بیڈ سائیڈ ٹیبل کی دراز میں سے نوٹ پیڈ نکالا۔

"اب کیا کام ہے تمہیں؟" زمان نے لکھ کر اس سے پوچھا۔

"مجھے تو کوئی کام نہیں ہے۔" ماندہ نے جواب دیا۔ "مگر ڈیڈ آپ کو یاد کر رہے ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے، آج پیشی ہے آپ کی۔"

زمان نے چونک کر اس سے پوچھا۔ "کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

"یہ تو آپ خود جا کر پوچھ لیں۔" ماندہ نے اسے نوٹ پیڈ واپس کرتے ہوئے کہا اور خود باہر چلی گئی۔

زمان نے پہلے چیخ کیا پھر اپنے ڈیڈ یوسف شاہ کے پاس چلا آیا۔

"کہاں تھے آپ؟ دوپہر سے میں آپ کا پوچھ رہا ہوں اور آپ اب گھر آئے ہو۔" وہ جیسے ہی ان کے سامنے بیٹھا، انہوں نے سوال کر ڈالا۔

"سب ٹھیک تو ہے نہ ڈیڈ؟" زمان نے لکھ کر ان سے پوچھا۔

"ہاں، سب ٹھیک ہے۔ بس آفس میں ایک فائل چاہیے تھی، امپورٹنٹ فائل تھی تو کسی ملازم کے ہاتھوں نہیں منگواسکتا تھا۔ خود لے کر جانا یا د نہیں رہا، ار جٹلی چاہیے تھی تو سوچا آپ سے منگوا لوں، مگر آپ کا تو کوئی اتا پتا ہی نہیں تھا۔ آپ کو میسج کیا تو جواب نہیں آیا، گھر فون کیا تو پتا چلا کہ آپ کافی دیر سے باہر ہو۔" یوسف صاحب نے تھوڑا سا وقفہ لیا۔

"ویسے آپ تھے کہاں دوپہر سے؟ موسم دیکھا ہے کتنا خراب ہے۔" انہوں نے اب کی بار اس کی لاپرواہی

پر تھوڑا غصے سے کہا۔ اتنے میں اقراء کمرے میں داخل ہوئیں۔

"اب آپ یوں ڈانٹیں تو ناں اسے، جوان بیٹا ہے۔" اقراء نے زمان کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"جوان بیٹا ہے، اسی لیے چیک اینڈ بیلنس رکھنا پڑتا ہے۔" یوسف صاحب نے زمان کو دیکھتے ہوئے کہا جو اپنے نوٹ پیڈ پر کچھ لکھ رہا تھا۔

کچھ منٹوں بعد زمان نے وہ نوٹ پیڈ یوسف صاحب کو تھمایا۔ "اصل میں ڈیڈ، میرے ایک فرینڈ کو آج تھوڑی سی انجری آگئی تھی۔ بس اسی کی ہیلپ میں بڑی تھا اور فون کی بیٹری کب ختم ہوئی، پتا ہی نہیں چلا۔ اب چار جنگ پہ لگا کر آیا ہوں۔"

یوسف صاحب نے پوری تحریر پڑھ کر اسے دیکھا جو سارے دن کا تھکا ہوا لگتا تھا اور نرمی سے گویا ہوئے، "تو زمان، کسی اور سروس سے ہمیں خبر کر دیتے۔ ہم بھی تو پریشان ہو رہے تھے۔"

اقراء، جو یوسف صاحب کے پڑھنے کے بعد نوٹ پیڈ پر لکھی زمان کی تحریر پڑھ رہی تھیں، اس کا چہرہ دیکھ کر بولیں۔ "کھانا لگواؤں تمہارے لیے؟"

زمان نے ان سے نوٹ پیڈ لیا اور اس پر لکھ کر انکار کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں مام، بس ایک کپ کافی میرے کمرے میں بھجوا دیں۔ میں اب آرام کروں گا۔"

"اوکے بیٹا، میں بھجواتی ہوں۔" اقراء نے اٹھتے ہوئے کہا۔

☆.....☆.....☆

بادل آہستہ آہستہ آسمان سے چھٹتے جا رہے تھے اور اب آسمان پر چاند کبھی کبھی بادلوں کی اوٹ سے نکل کر چمکنے لگتا اور اس سنسان اور ویران گلی کی گیلی سرمئی سڑک پر اس کا عکس جگمگانے لگتا۔ آج کی بارش کے باعث سردی کی شدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ایسے میں اس گلی کے ایک چھوٹے سے گھر کے اندر وہ دونوں زمین پر بچھے قالین پر بیٹھے دکھائی دیتے تھے۔

"یار، اگر ہم دونوں پھنس گئے تو، یا اگر ان دونوں میں سے کسی کو شک ہو گیا تو ہم کیا کریں گے؟" امجد کی آواز اندیشوں سے بھری ہوئی تھی۔

"کچھ نہیں ہوگا، ٹو فکر مت کر۔ ہم نے فل پروف پلاننگ کی تھی۔" فرخ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں فرخ، تو سوچ اگر انیہ کو یا زمان کو شک ہو گیا تو کیا ہوگا؟ زمان کو اگر stamped لیٹر کچھ دن تک یونیورسٹی جانے پر کوئی نہ دیا گیا تو وہ کیا سوچے گا؟" امجد نے پھر اس سے سوال کیا۔

"تو وہ یہی سمجھے گا کہ ہم نے اس کے ساتھ کوئی پریک کیا ہے۔" فرخ نے اسے جواب دیا۔

"اور کیا تمہیں لگتا ہے کہ انیہ سے تمہارا کبھی سامنا نہیں ہوگا؟ یا وہ ہمارا کالر پکڑ کر پورے شہر میں ہماری بے عزتی کرے گی۔" امجد کے دماغ پر کئی خوف سوار تھے۔

"تو پہلے ہماری کون سی عزت ہے۔" فرخ نے تلخی سے کہا۔ "اور ٹو اب چپ کر جا۔"

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد امجد کی زبان پر پھر کھلی ہوئی۔ "یہ نہ ہو کہ ہم فراڈ کے کیس میں جیل پہنچ جائیں۔"

"اگر ٹو چپ نہیں ہوگا تو ضرور جاسکتے ہیں۔" اب کی بار فرخ نے کچھ غصے سے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ پروفیسر شبیر کو سب بتا دو، اگر کچھ ہوا بھی تو وہ سب سنبھال لیں گے۔" امجد نے اسے ایک تجویز دی۔

"پہلے ہی میری وجہ سے ان کی کافی بے عزتی ہوئی ہے، اب اور نہیں۔ میں ڈیڈ کو اس میں انوالو نہیں کروں گا۔" فرخ نے امجد کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تم ذرا ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔" امجد نے اس پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا۔

آخر کار امجد کے دباؤ نے اثر دکھایا اور فرخ نے کال پر پوری بات پروفیسر شبیر کو بتا دی۔ اب وہ ایک جانب کھڑا ان کی صلواتیں سن رہا تھا۔

"Sorry Dad, i was in heat of emotions" فرخ نے اپنی صفائی میں صرف اتنا کہا۔

"تمہارے سوری کہنے سے سب ٹھیک نہیں ہوگا، فرخ۔ اب اور مجھے کتنا ذلیل کرواؤ گے۔" انہوں نے غصے میں فرخ سے کہا۔ وہ اس لڑکے کے ہاتھوں واقعی پریشان تھے۔



"خیر، اب جو تم کر چکے ہو سو کر چکے ہو۔ وہ پیپرز مجھے بھجواؤ، فی الحال میں انہیں سنبھالتا ہوں۔" پروفیسر شبیر اس چھوٹے سے گھر میں فون پر فرخ کو اور بھی کچھ کہہ رہے تھے جبکہ باہر آسمان پر چاند پھر بادلوں کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس گھر پر رات کے وقت سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صرف لاؤنج میں ٹی وی کی آواز گونج رہی تھی جس پر مومنہ کوئی فلم دیکھ رہی تھی۔

"مومنہ! تم جاگ رہی ہو؟" مسرت بولا لاؤنج میں آتے ہوئے بولیں۔

"جی ہاں، جاگ رہی ہوں۔ آپ کو کچھ چاہیے تو بتائیں؟" مومنہ نے مڑ کر مسرت بوا کی جانب دیکھا جو ابھی تک دروازے پر کھڑی تھیں۔

"مجھے کچھ نہیں چاہیے، لیکن معیز کو دودھ چاہیے۔" معیز کے نام پر مومنہ کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اچھا، تو آپ اسے دے دیں یا انیہ کو کہہ دیں۔" اس نے لا پرواہی سے کہا۔

"انیہ سوچکی ہے ورنہ میں اسے ہی کہتی اور معیز کا کمرہ اوپر ہے ورنہ میں خود اسے دے آتی۔ اس وقت میں سیڑھیاں نہیں چڑھنا چاہ رہی۔" مسرت بوانے اسے بتایا۔

"اچھا اچھا، میں دے آتی ہوں۔" مومنہ نے ٹی وی بند کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے گرم کر دیا ہے، کچن میں پڑا ہے۔ جلدی سے دے آؤ تاکہ ٹھنڈا نہ ہو جائے۔" مسرت بوانے واپس اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے کہا۔

مومنہ نے دودھ کا گلاس کچن سے اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے بڑبڑانے لگی۔ "مجھ سے سیدھے منہ بات تو کرتے نہیں اور امی مجھ سے خدمتیں کروا رہی ہیں جناب کی۔" مومنہ نے اس کے روم کے باہر کھڑے ہو کر ایک گہرا سانس لیا اور دروازہ ناک کیا۔

"یس۔"

وہ دروازہ کھول کر اندر بڑھی تو وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا اور اپنے فون میں مصروف تھا۔

"آپ کا دودھ۔" مومنہ نے سنجیدگی سے گلاس کی ٹرے اس کی جانب بڑھائی جسے اس نے تھام کر اپنی ایک سائیڈ پر رکھ لیا۔

"رکھ مومنہ! مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" وہ مڑ کر واپس جانے ہی لگی تھی کہ معیز نے اسے پکارا۔ وہ حیرانی سے اس کی جانب مڑی اور اپنے سینے پر انگلی سے دستک دے کر پوچھنے لگی۔

"آپ نے مجھ سے بات کرنی ہے؟" وہ تمسخرانہ بولی۔

"پلیز مومنہ، اس دن بھی تم نے میری بات نہیں سنی تھی۔" معیز کی آواز میں التجا تھی۔

"پلیز پانچ منٹ کیلئے آرام سے بیٹھ کر میری بات سن لو۔" معیز نے اپنے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ مومنہ آہستگی سے آگے بڑھی اور اس کے بیڈ کی پابنتی پر ٹک گئی۔

"دیکھو، میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے کیوں خفا ہو؟" معیز نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"میں آپ سے بالکل خفا نہیں ہوں۔" مومنہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آئی مین تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں انور کر رہا ہوں اور اس وجہ سے تم مجھ سے کچھ اکھڑی اکھڑی ہو۔" وہ خاموشی سے معیز کو دیکھ رہی تھی۔ "اصل میں، میں ایک کام میں الجھا ہوا ہوں، بس اسی وجہ سے تمہیں ایسا فیمل ہوا۔"

"بس یا اور؟" وہ خاموش ہوا تو مومنہ بولی۔ معیز نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو مکمل طور پر سنجیدہ تھی۔

"اچھولی، میں نے تم سے یہ کہنا تھا کہ۔۔۔۔۔" معیز رکا۔

مومنہ نے اپنی ابرو سوالیہ انداز میں اٹھائی۔ "کہ؟"

معیز نے اپنی بات جاری رکھی۔ "کہ میں ابھی فی الحال تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا اور۔۔۔۔۔" اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ مومنہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور دروازہ "ٹھک" سے بند کر کے چلی گئی۔ معیز حیرانی سے اس دروازے کو دیکھتا رہا جہاں سے وہ ابھی گئی تھی۔

"کبھی یہ لڑکی میری پوری بات سنے تو۔" معیز نے بے بسی سے سوچا۔

☆.....☆.....☆

تین افراد کے اس گھر پر صبح مصروف سی طلوع ہوئی تھی۔ مسرت بوا کچن میں کھڑی پروین کو کچھ ہدایات دے رہی تھیں۔ مومنہ اپنے کمرے میں یونیورسٹی جانے کیلئے تیار ہو رہی تھی۔ معیز فرصت سے لاؤنج میں بیٹھا آج کا تازہ اخبار دیکھ رہا تھا۔

"میرا ناشتہ ریڈی ہوا؟" مومنہ نے کچن میں آ کر مسرت بوا سے پوچھا۔

"تیار ہے، آرام سے بیٹھ کر کرو اور انیہ کدھر ہے؟" مسرت بوا نے انیہ کے بارے میں پوچھا کیونکہ وہ مومنہ سے پہلے اٹھتی تھی۔

"پتا نہیں، میں اسے دیکھ کر آتی ہوں۔" مومنہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں، تم بیٹھو اور ناشتہ کرو۔ میں اسے دیکھ کر آتی ہوں۔"

انیہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے مسرت بوا نے کہا، "انیہ بیٹا، دروازہ کھولو۔" مسلسل دستک کی آواز سے انیہ کا ذہن آہستہ آہستہ بیدار ہوا، اس نے آنکھیں کھولیں تو اسے سب دھندلا نظر آیا۔ اس نے اٹھنا چاہا تو اس کا سر چکرا کر رہ گیا۔ وہ بمشکل اٹھ کر بیٹھی اور اپنا سر تھام لیا۔ وہ بدقت بیڈ سے اتری اور دروازے تک پہنچی۔ اس کے بدن کا پور پور درد کر رہا تھا۔ اس نے دروازے کا لاک کھولا تو مسرت بوا اندر داخل ہوتی دکھائی دیں۔

"انیہ، تم ٹھیک ہو؟" مسرت بوا نے اس کا چہرہ دیکھ کر اس سے پوچھا۔ مگر انیہ کے جواب دینے سے قبل ہی وہ مسرت بوا کے بازوؤں میں جھول گئی۔

"انیہ، کیا ہوا؟ آنکھیں کھولو انیہ۔" انہوں نے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔

"مومنہ، معیز، جلدی سے اوپر آؤ۔" انہوں نے اونچی آواز میں پکارا۔

جب مومنہ اور معیز انیہ کے کمرے میں داخل ہوئے، تب تک مسرت بوا انیہ کو بستر پر لٹا چکی تھیں۔

"کیا ہوا اسے؟" معیز نے پریشانی سے پوچھا۔

"اسے بہت تیز بخار ہے اور اس نے کل والے کپڑے بھی پہنچ نہیں کیے۔ انہی گیلے کپڑوں کے باعث اسے بخار ہوا ہے۔ رات ایسے ہی سو گئی ہوگی۔" مسرت بوا نے انہیں بتایا۔

"میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔" مومنہ نے کمرے سے نکلنے ہوئے کہا۔

"اس کا تو آج پیپر بھی ہے۔" معیز نے مسرت بوا کو کہا۔ "اب یہ اس حالت میں تو نہیں دے سکتی۔"

"میں نے ڈاکٹر کو کال کر دی ہے، وہ تھوڑی دیر میں پہنچ رہی ہیں۔" مومنہ نے کمرے میں آتے ہی بتایا۔

مسرت بوانے پہلے معیز پھر مومنہ کی جانب دیکھا۔ پھر سرگھما کر معیز سے مخاطب ہوئیں۔ "معیز، تم ایسا کرو مومنہ کو یونیورسٹی چھوڑ آؤ۔ تب تک ڈاکٹر بھی انیہ کو چیک کر لیں گی، پھر اگر کوئی دوا وغیرہ لیتی ہوئی تو میں تمہیں بتا دوں گی۔"

"اوکے، ممائی جان۔" معیز نے تابعداری سے کہا اور مومنہ کی طرف مڑا۔ "میں گاڑی نکال رہا ہوں، جلدی سے اپنا سامان لے کر نیچے آ جاؤ۔" یہ کہہ کر معیز کمرے سے نکل گیا۔

"جاؤ، میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو؟" مومنہ جب وہاں سے نہ ملی تو مسرت بوانے غصے اور جتانے والے انداز میں کہا۔ مومنہ غصے اور بے بسی کی کیفیت میں کمرے سے باہر نکل گئی۔

☆.....☆.....☆

معیز، مومنہ کو ڈراپ کر کے گھر واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں انیہ کی میڈیسنز بھی تھیں۔ وہ سیدھا اوپر انیہ کے کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ انیہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی۔ اس کے کپڑے تبدیل ہو چکے تھے اور معیز کے آنے کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول کر بند کی تھیں۔

"اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا، میں پروین کو کہہ کر اس کے لیے سوپ بنواتی ہوں۔ تم تب تک یہاں بیٹھو۔" مسرت بوا کہہ کر چلی گئیں اور معیز تابعداری سے وہاں کرسی پر ٹپک گیا۔ اس نے انیہ کے کمرے میں نگاہ دوڑائی تو اسے کتابوں کے علاوہ کچھ خاص نظر نہ آیا۔ مگر انیہ نے تمام کتابیں بہت خوبصورتی سے سیٹ کر رکھی تھیں۔ معیز نے غور سے دیکھا تو اسے یہ بیڈروم کم اور سٹڈی زیادہ لگی۔

کمرے کے ایک کونے میں ٹیبل پر گلڈان میں کل کے باسی پھول لگے ہوئے تھے۔ معیز کرسی پر سے اٹھا اور الماری کے قریب جا کر کتابوں کا جائزہ لینے لگا۔ اسے الماریوں میں سلیپس کی بکس کے علاوہ کافی بکس نظر آئیں۔ اتنے میں مسرت بوا کمرے میں داخل ہوئیں۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟" انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"انیہ کا کمرہ بہت خوبصورت ہے، اس کا پورا تقسیم ہی بلیک ہے۔ ایسے میں یہ کسی جادوگر کا غار معلوم ہوتا ہے۔" معیز اس کے کمرے کا جائزہ لینے کے بعد سحر زدہ دکھائی دیتا تھا۔

"انیہ نے یہ کمرہ خود ڈیزائن کیا ہے اور اسے بلیک کلر پینٹ سے بہت پسند ہے اور اس کے علاوہ انیہ کو بکس پڑھنے کا بہت شوق ہے۔" مسرت بوانے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"وہ تو میں دیکھ سکتا ہوں۔" معیز نے اس کمرے میں موجود کتابوں کو ستائشی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔  
"یہ تو صرف وہ کتابیں ہیں جو انیہ کو خاص پسند ہیں یا وہ جو اسے باقاعدگی سے پڑھنی ہوتی ہیں۔ ابھی شاید تم نے سٹڈی نہیں دیکھی۔" مسرت بوانے اسے بتایا۔

"نہیں ممانی جان، میں نے دیکھی ہے۔ کافی اچھی ہے۔" معیز نے کہا تو یک دم مسرت بوا کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"جو تم نے دیکھی ہے، وہ کامن سٹڈی ہے۔ میں انیہ کی پرسنل سٹڈی کی بات کر رہی ہوں۔" یہ کہہ کر مسرت بوا اٹھیں اور کمرے میں موجود ایک دروازے کی جانب بڑھیں جسے اب تک معیز واش روم کا دروازہ سمجھ رہا تھا اور اسے کھولا۔ معیز بھی اٹھ کر ان کی جانب آیا تو اس نے دیکھا، وہاں ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں کافی بڑی اور چوڑی گلاس ونڈوز لگی ہوئی تھیں۔ اس کمرے کی ایک دیوار میں لکڑی کے خانے بنے ہوئے تھے جس میں بیسار کتابیں پڑی ہوئی تھیں۔

کمرے کے ایک کونے میں کیونوس اور پینٹنگ کا سامان پڑا تھا اور ایک دوسرے کیونوس پر ایک پینٹنگ تخلیق کے مراحل میں تھی۔

اس پینٹنگ میں ایک ہرن کا بچہ گھاس چرہا تھا اور ایک شیرنی اس کی تاک لگائے جھاڑیوں میں بیٹھی تھی۔ جبکہ ایک درخت کی شاخ پر ایک شکاری بندوق لیے شیرنی کا شکار کرنے بیٹھا تھا اور درخت کی وہ شاخ ٹوٹنے والی تھی۔ پینٹنگ کے ایک کونے میں ایک غار بنا ہوا تھا اور دوسرا کونا بھی پورا تیار نہیں ہوا تھا۔

معیز نے سراٹھا کر دیکھا تو اسے اس طرح کی کئی اور پینٹنگز بھی دیوار پر آویزاں نظر آئیں۔ مسرت بوا آگے

بڑھیں اور انہوں نے ایک طرف لگی الماریوں کے پٹ وا کیے تو اندر معیز کو کافی زیادہ ڈیریز نظر آئے۔

"یہ ڈیریز انیہ نے خود ڈیزائن کیے ہیں۔" مسرت بوانے اسے بتایا۔

"واؤ، اس امیزنگ۔" معیز واقعتاً کافی متاثر ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد مسرت بوا بولیں۔ "آؤ اب یہاں سے چلتے ہیں۔ میں جا کر دیکھوں کہ پروین نے سوپ بنالیا ہے یا نہیں۔"

معیز بھی قدم قدم چلتا مسرت بوا کے پیچھے انیہ کی اس پرسنل سٹڈی سے باہر نکل آیا۔

☆.....☆.....☆

اگلی صبح چاروں افراد ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے۔

"تمہیں کچھ خیال تو رکھنا چاہیے تھا۔ اب تم بچی نہیں ہو۔" مسرت بوا انیہ کو اس کی لاپرواہی پر سمجھا رہی تھیں جو کل کی نسبت آج بہتر تھی۔

"میں ٹھیک ہوں، بوا۔" انیہ نے نقاہت زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں، پتا چل رہا ہے مجھے۔ اور تم وہی پرہیزی کھانا کھاؤ گی جو ڈاکٹر نے بتایا ہے اور اس کے بعد میڈیسن بھی لے لینا یاد سے۔" مسرت بوا اپنا ناشتہ ختم کر کے اٹھتے ہوئے بولیں۔

"آپ فکر مت کریں امی، میں اس کا پورا خیال رکھوں گی۔" مومنہ نے خوشدلی سے کہا تو انیہ مسکرا دی۔

معیز جو اورنج جوس کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھر رہا تھا، اچانک کچھ یاد آنے پر بولا۔ "مممانی جان، آج میرا ایک فرینڈ مجھ سے ملنے آرہا ہے تو میں چاہ رہا تھا کہ وہ لنچ بھی ہمارے ساتھ کرے۔"

"کیوں نہیں بیٹا، آج تو مانو بھی گھر پر ہے، یہ بھی پروین کی اچھا سا لنچ بنانے میں ہیلپ کر دے گی۔ میں آج شام کو ہی گھر آؤں گی، تم اچھے سے اپنے فرینڈ کے ساتھ انجوائے کرنا۔" مسرت بوانے جاتے جاتے کہا۔

"تھینک یو مممانی جان۔" معیز نے اونچی آواز میں کہا۔

"انیہ، آؤ میں تمہیں تمہارے کمرے تک چھوڑ دوں اور پھر تم اپنی میڈیسنز بھی لے لینا۔" انیہ جو اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی، مومنہ نے اسے آفر کی۔

کمرے میں جا کر مومنہ نے انیہ کو میڈیسن دی اور اسے آرام کرنے کو کہا۔

"مانو، بات سنو۔" مومنہ جیسے ہی واپس جانے کو مڑی، انیہ نے اسے آواز دی۔

"ہاں بولو۔" مومنہ نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا۔

"تم جا کر معیز بھائی سے پوچھ لینا کہ لنچ میں کیا بنانا ہے، یہ بہتر رہے گا۔" انیہ نے اسے ہدایت کی۔

"اگر میں تمہارے معیز بھائی سے نہ پوچھوں تو؟" مومنہ نے تڑخ کر سوال کیا۔

"مومنہ، پلیز ان سے تمیز سے پیش آیا کرو۔" انیہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ "تمہاری جلد ان سے شادی ہو جائے گی، اسی لیے اپنا رویہ چھینج کرو۔"

"پہلی بات، میں معیز اکبر سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی، بدتمیزی کرنا تو بہت دور کی بات ہے اور دوسری بات، وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔" مومنہ نے تھوڑے دھیمے لہجے میں اسے بتایا۔

"تمہارا دماغ درست ہے کیا؟ یہ کیا کہہ رہی ہو؟" انیہ اس کی اس بات پر حیران و پریشان تھی۔

"یہ میں نہیں کہہ رہی، معیز نے خود کہا ہے۔" پھر مومنہ نے اسے اس دن گاڑی میں ہونے والی اور پرسوں رات کی ساری رو داد سنا دی۔

"اور تم کہہ رہی ہو کہ تم ان سے بدتمیزی سے پیش نہیں آتی۔" انیہ نے جب اسے غصے سے کہا تو مومنہ کو بھی غصہ آ گیا۔

"پہلے وہ مجھے انور کرتے رہے۔ پھر اگر بات کرنے کی کوشش کی تو یہ بتایا کہ وہ مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتے، تم پلیز ان کی وکالت مت کرو۔ اور میں ان سے لنچ کا مینو پوچھ لوں گی، تم بس آرام کرو۔" مومنہ نے آخر میں ہار مانتے ہوئے کہا اور اس کے کمرے کا دروازہ بند کر کے باہر چلی آئی۔

☆.....☆.....☆

"زمان تم یہاں؟ خیریت سے؟"

مومنہ نے بیل کی آواز پر دروازہ کھولا تو اپنے سامنے زمان کو تک سبک تیار کھڑے پایا۔

"ارے زمان! تم آگئے۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔" معیز حیران سی کھڑی مومنہ کے ایک طرف سے

نکل کر آگے آیا اور زمان کے گلے لگ گیا۔

"آؤ، تم میرے ساتھ آؤ۔" معیز نے مومنہ کو انور کرتے ہوئے زمان کو کہا اور اس کو لے کر لاؤنج کی جانب بڑھ گیا۔

مومنہ حیران سی دروازہ بند کر کے اندر کی جانب آئی تو اسے معیز نے پکارا۔ "مومنہ، زمان کے لیے چائے لے آؤ اور اگرا نیہ جاگ رہی ہے تو اسے بھی ادھر بلا لاؤ۔ اسے کہنا ایک امپورٹنٹ بات ڈسکس کرنی ہے۔" مومنہ اسی حیرانی کے عالم میں انیہ کے کمرے میں آئی۔ انیہ ڈیرینگ ٹیبل کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھی اپنے بال سنوار رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے انیہ کہ زمان یوسف ہی معیز کا فرینڈ ہے؟" اب تک اس کی حیرانی جوش میں بدل چکی تھی۔ مومنہ نے اپنے تئیں اسے بہت بڑی خبر سنائی۔

"ہاں مجھے پتا ہے۔" انیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا تو مومنہ کا منہ لٹک گیا۔

"اچھا تم نیچے آ جاؤ، معیز تمہیں بلارہے ہیں۔" مومنہ نے اسے سادگی سے معیز کا پیغام دیا۔ "انہیں کہو میں آرہی ہوں۔"

کچھ دیر بعد انیہ بھی لاؤنج میں ان دونوں کے ساتھ موجود تھی اور وہ تینوں کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔ "مجھے خبر ملی ہے کہ یہ کام کچھ وائٹ کلر کے منی ٹرس میں ہوتا ہے۔" معیز نے دھیمی آواز میں کہا۔ معیز کی بات سن کر زمان کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"ہاں، میں نے بھی یونی میں اکثر وائٹ کلر کے منی ٹرس دیکھے ہیں۔ اس رات بھی لائبریری کی بلڈنگ کی بیک سائیڈ پر ایک منی ٹرک کھڑا تھا جس رات میں نے فرخ اور امجد کی پکس لی تھیں۔" انیہ نے زمان کے سامنے ایک انکشاف کیا۔

"وہ کام تمہارا تھا؟ فرخ اور امجد کو ایکسپوز کرنے کا؟" زمان نے اپنے نوٹ پیڈ پر لکھ کر انیہ کو دکھایا۔

"ہاں، میں نے ہی ان دونوں کو ایکسپوز کیا ہے۔"

زمان نے پھر چند الفاظ نوٹ پیڈ پر گھسیٹے۔ "بہت اچھا کام کیا تم نے۔ اس کا یہی انجام ہونا تھا۔" زمان



"ہم شاید وائٹ منی ٹرس کی بات کر رہے تھے۔" معیز نے ان دونوں کا دھیان واپس اصل موضوع کی طرف لاتے ہوئے کہا۔

"مگر یار، وہ تو یونیورسٹی کی کینٹین میں بریڈسپلائی کرتے ہیں۔" زمان نے لکھ کر ان تک اپنی بات پہنچائی۔  
 "کون بریڈسپلائی کرتے ہیں؟" انیہ نے زمان کی جانب دیکھ کر پوچھا۔  
 "وہ وائٹ منی ٹرس اور کون انیہ۔" معیز نے انیہ کی جانب اکتا کر دیکھا۔ انیہ نے معیز کی جانب دیکھا، پھر سرگھا کر زمان کی جانب دیکھا تو اس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اب ہم آگے کیسے پتا کریں؟" معیز نے ان دونوں سے پوچھا۔  
 "آگے کیا پتا کرنا ہے؟" زمان نے نوٹ پیڈ پر لکھ کر معیز سے پوچھا۔  
 "ہمیں یہ کنفرم کرنا ہے کہ کیا اصل میں ان ٹرس کا اس کیس سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔"  
 "I have an idea" انیہ نے معیز کی بات سن کر کہا تو معیز اور زمان دونوں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ انیہ نے ان دونوں کو اپنا آئیڈیا بتایا۔

"کھانا ریڈی ہے، سب آجائیں۔" مومنہ نے آکر ان تینوں کو خبر دی اور واپس لوٹ گئی۔  
 "پھر کل یونیورسٹی چلتے ہیں۔" معیز نے اٹھتے ہوئے ان دونوں سے کہا۔ "ابھی کھانا کھانے آ جاؤ۔"



کھانے کی ٹیبل کئی طرح کے لوازمات سے بھری ہوئی تھی۔ مومنہ خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی جبکہ معیز اور زمان انیہ کی کوئی بات سن رہے تھے۔

"تمہیں پتا ہے زمان، انیہ نے اپنی ایک پرسنل سٹڈی بنائی ہے جو بہت خوبصورت ہے۔ میں نے کل ہی دیکھی ہے۔" معیز نے پہلی بات زمان سے اور آخری بات انیہ سے کہی۔ معیز اب زمان کو انیہ کی سٹڈی کا نقشہ بتا رہا تھا۔ "اور ہاں انیہ، وہاں تمہاری کوئی پینٹنگ بھی لگی ہوئی تھی، شاید اس پر تم کام کر رہی ہو۔ مجھے اس پینٹنگ کی بالکل سمجھ نہیں آئی۔"

معیز کی بات سن کر انیہ نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں رکھا اور کچھ دیر تک خاموشی سے چباتی رہی، پھر بولی۔ "میرے آرٹ کلب میں ایگزٹیشن منعقد ہو رہا ہے۔ میں وہی پینٹنگ اسی نمائش کے لیے پینٹ کر رہی ہوں۔ اصل میں وہ شیرنی جو ہرن کے بچے کا شکار کرنے بیٹھی ہے اور وہ شکاری جو شیرنی کی تاک میں ہے اور وہ ٹوٹی شاخ، وہ سب symbolize کر رہے ہیں کہ ہر ایک کے اوپر کوئی بڑا یعنی طاقت والا یا علم والا ضرور ہوتا ہے۔ جیسے ہرن کے بچے پر شیرنی اور شیرنی پر شکاری اور شکاری پر اللہ کی قدرت۔ یہ بھی aspect ہو سکتا ہے کہ ہرن کے بچے کو شیرنی سے بچانے کے لیے شکاری بیٹھا ہے اور شیرنی کو شکاری سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ۔" وہ دھیمے لہجے میں گویا تھی۔

انیہ نے ایک اور چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں رکھا اور کچھ دیر چبانے کے بعد بولی۔ "آپ نے وہاں ایک غار بھی دیکھ ہوگا اور ابھی میں نے وہاں ایک بستی کے نقوش بھی بنائے ہیں۔ اس غار میں شیر کے کچھ بچے تھے جو یقیناً کھانے کے لیے اپنی ماں کے لونے کا انتظار کر رہے تھے اور وہ بستی بھی یہی symbolize کرتی ہے کہ شکاری کی فیملی بھی شکاری کی واپسی کی منتظر ہے۔ جو شکاری اور شیرنی ہرن کے اس بچے اور اس شیرنی کے لیے زحمت تھے، وہ اپنی اپنی فیملی کو پال بھی تو رہے تھے۔ مطلب یہ کہ جہاں برائی ہوتی ہے، وہاں اچھائی بھی ہوتی ہے۔ ہر تصویر کے دورخ ہوتے ہیں۔" انیہ نے اپنی بات مکمل کی۔

معیز، مومنہ اور زمان، تینوں دم سادھے اس پینٹنگ کی کہانی سن رہے تھے۔

"زبردست۔" معیز نے اسے سراہا۔ زمان نے بھی مٹھی بند کر کے اگلوٹھے کا نشان اوپر کی جانب اٹھا کر Thumbs up بنا کر اسے داد دی جبکہ مومنہ خاموشی سے اپنا کھانا کھانے میں مشغول ہو گئی۔

☆.....☆.....☆

یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس میں اگلے دن معمول کے مقابلے میں رش کم تھا۔ لائبریری کی بلڈنگ کی وہ سیڑھیاں آج بھی ویران پڑی تھیں البتہ آس پاس کے درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ اگر یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا میں آؤ تو وہ تینوں ایک ٹیبل کے گرد بیٹھے تھے۔ انیہ کے سامنے پلیٹ میں ایک سینڈوچ رکھا تھا اور معیز کے سامنے فریش جوس کا گلاس جبکہ زمان آرام سے بیٹھا چیونگم چبا رہا تھا۔

انیہ نے سینڈوچ کی ایک بائٹ لی اور کچھ منہ بنا کر ان دونوں سے کچھ کہا۔ جواباً معیز نے کچھ کہا تو انیہ وہ سینڈوچ اٹھا کر ریسیپشن پر چلی آئی۔

"سنیے، کیا یہ بریڈ فریش ہے؟ کیونکہ مجھے اس کا ذائقہ باسی لگ رہا ہے۔" انیہ نے ریسیپشن والے لڑکے سے پوچھا۔

"جی مس، یہ بالکل فریش ہے۔ بلکہ ہمارے یہاں تو ہر روز صبح اور شام کو فریش بریڈ سپلائی ہوتی ہے۔" انیہ نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

"تو اگر شام کو بریڈ سپلائی ہو اور بیچ جائے تو آپ اسے ویسٹ کر دیتے ہیں؟" انیہ نے اس لڑکے سے اگلا سوال کیا جبکہ معیز اور زمان دور ٹیبل پر بیٹھے ٹیڑھی آنکھوں سے انیہ کو دیکھ رہے تھے۔

"نہیں مس، جب بریڈ سپلائی ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہمیں اس کی ایکسپائری ڈیٹ بھی دی جاتی ہے۔ ہم صرف اس ڈیٹ تک بریڈ یوز کرتے ہیں بلکہ بریڈ سٹور کرنے کا موقع کم ہی ملتا ہے۔" اس لڑکے نے انیہ کو تفصیل بتائی۔

"تو آپ پھر اس بریڈ کو کہاں سٹور کرتے ہیں؟ یا بریڈ سپلائنگ کمپنی اسے خود سٹور کرتی ہے؟" انیہ کسی ماہر رپورٹر کی طرح اس لڑکے سے سوال پر سوال کر رہی تھی۔

"نہیں مس، ہمیں کوئی بھی کمپنی یہاں یونیورسٹی آکر بریڈ سپلائی نہیں کرتی بلکہ ہمارے پاس خاص منی ٹرس ہیں جو خود فیکٹری سے فریش بریڈ اٹھاتے ہیں اور ایکسٹرا ہونے کی صورت میں ہم خود ہی بریڈ سٹور کرتے ہیں۔" لائبریری کی بلڈنگ کی بیک سائیڈ پر ہی وہ سٹورج ایریا ہے۔

"یہ تو بہت اچھا سسٹم ہے۔ لگتا ہے میرے ہی ٹیسٹ بڈز کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے، ویسے تھینک یو۔" انیہ نے مسکرا کر اس لڑکے کو کہا۔

"نو پراBLEM، مس۔" اس لڑکے نے اپنی کسٹمر کو مطمئن کر دیا اور انیہ وہاں سے سیدھا باہر چلی آئی۔ کچھ لمحوں بعد وہ، معیز اور زمان کے ساتھ کیفے ٹیریا کے باہر کھڑی اب کو اس لڑکے سے معلوم ہونے والی تفصیل بتا رہی تھی۔

"ویری گڈ ورک، انیہ۔" معیز نے اسے کہا۔ "اب ہمیں اس سٹورج روم کو چیک کرنا ہے جہاں بریڈ سٹور ہوتی ہے۔"

"اگر سارا کام آج کریں گے تو کسی کو شک بھی ہو سکتا ہے۔" معیز کی بات سن کر انیہ نے کہا تو زمان نے بھی سر ہلا دیا۔

"تو ہم یہ کام کل کر لیں گے۔" زمان نے فوراً اسے لکھ کر انہیں پیشکش کی۔

"اچھا خیال ہے۔" انیہ نے کہا۔

"مگر فی الحال تو ہمیں چلنا چاہیے۔" معیز نے اجازت مانگی اور کچھ دیر بعد انیہ کو لے کر واپس گھر آ گیا۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کا کھانا ٹیبل پر چنا جا چکا تھا۔ آج مسرت بوا گھر پر ہی تھیں۔

"تمہارا کام ہو گیا یا نہیں؟" مسرت بوا نے انیہ سے پوچھا جو کسی نوٹس کا بہانہ کر کے معیز کے ساتھ یونیورسٹی گئی تھی۔

"ہو گیا بواجی۔ معیز بھائی ساتھ تھے، اس وجہ سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔" انیہ نے جواب دیا۔

"معیز بیٹا! تمہارا کام کہاں تک پہنچا؟" مسرت بوا کے اچانک سوال پر معیز چونک گیا۔ پھر سنبھل کر گویا ہوا۔

"بس ممانی جان، بیچ میں ہی پھنسا ہوا ہے۔ دعا کریں جلدی سے پورا ہو جائے۔"

"انشاء اللہ۔" مسرت بوا نے کہا اور کھانا کھانے میں مشغول ہو گئیں۔

☆.....☆.....☆

"زمان، تم کہاں پر ہو؟" اگلے دن انیہ نے یونیورسٹی پہنچ کر زمان کو میسج کیا۔

"گھر پر ہوں، بس نکل رہا ہوں۔ معیز آیا ہے؟" زمان کا میسج کچھ ہی دیر میں انیہ تک پہنچ گیا۔

"نہیں، معیز بھائی آج کہیں مصروف ہیں اور انہیں نہیں پتا کہ میں یونی آئی ہوں۔" انیہ میسج ٹائپ کرنے

کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اپنی کلاس کی جانب چلی آئی۔

"تمہیں اسے بتانا چاہیے تھا۔" زمان کا اگلا میسج انیہ کو ریسیو ہوا۔

"تم مجھے چھوڑ دو اور جلدی سے پہنچو۔" انیہ نے میسج لکھ کر سینڈ کیا اور لائبریری کی جانب چلی آئی۔ لائبریری کے باہر وہ انہی چار سیڑھیوں میں سے سب سے نیچے والی سیڑھی پر بیٹھ گئی، جس پر اکثر وہ کسی اور کو بیٹھے دیکھا کرتی تھی۔ انیہ نے سر اٹھا کر آسمان کی جانب دیکھا تو آسمان صاف تھا۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، البتہ بخ بستہ ہواؤں کے چلنے کا شغل جاری تھا۔ یونیورسٹی کا یہ حصہ قدرے ویران تھا مگر درختوں پر موجود پرندے ہمیشہ کی طرح چہچہا رہے تھے۔ ابھی وہ آس پاس کا جائزہ لے ہی رہی تھی کہ اسے کسی گاڑی کے انجن کی آواز سنائی دی۔ اس نے آس پاس دیکھا تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا۔

"لائبریری کی بلڈنگ کی پچھلی طرف بھی تو ایک گیٹ ہے۔" انیہ کو اچانک یاد آیا اور وہ اٹھ کر اس جانب بڑھی۔ وہ لائبریری کی بلڈنگ کی پچھلی طرف آئی اور ایک ستون کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے دیکھا کہ وہاں ایک وائٹ منی ٹرک کھڑا ہے اور دو آدمی اس ٹرک میں سے خاک کی رنگ کے کارٹن نکال کر اندر کی جانب بڑھ گئے ہیں۔

"مجھے بھی آگے جا کر دیکھنا چاہیے۔" انیہ نے سوچا۔ وہ آگے بڑھنے ہی لگی تھی کہ اس کے موبائل پر میسج ٹون بجی۔ اس نے دیکھا تو زمان کا میسج تھا۔

"میں بس دس منٹ میں کار پارک کر کے پہنچ رہا ہوں۔ I am here تم یونی میں کہاں ہو؟" انیہ نے زمان کا میسج پڑھ کر فون بیک کے اندر رکھا اور آگے بڑھ گئی۔ آج اس کے پاس صرف شولڈر بیک تھا۔

انیہ جب اس کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں کوئی نہ تھا۔ اسے اس کمرے میں صرف ٹوٹا ہوا فرنیچر نظر آیا۔ "یہاں سٹور کرتے ہیں یہ بریڈ۔" انیہ نے سوچا۔ اسی پل اسے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ ایک ٹوٹے ہوئے ٹیبل کے پیچھے چھپ گئی۔ ٹیبل کے پیچھے سے انیہ نے دیکھا کہ دو آدمی کمرے کے ایک کونے سے باہر نکلے اور اس کمرے سے باہر نکل گئے۔ یہ وہی دو آدمی تھے جو ابھی کچھ دیر پہلے ہی کارٹن لے کر اندر کی جانب گئے تھے۔

انیہ احتیاط سے اس ٹیبل کے پیچھے سے نکلی اور اس کونے کی جانب بڑھی جہاں سے وہ دونوں آدمی نکلے تھے۔ انیہ نے اس جانب دیکھا تو اسے اس کونے میں Basement کی سیڑھیاں نظر آئیں جو نیچے کسی جانب جاتی

تھیں۔ انیہ احتیاط سے چند سیڑھیاں نیچے اتری تو اسے وہاں کافی کھلا اور بڑا کمرہ نظر آیا، جس میں کافی لوگ کام کر رہے تھے۔

انیہ کو وہاں وہ سفید سفوف بھی نظر آئی گیا اور کونے میں چھوٹا سا سٹورج ایریا بھی جہاں بریڈسٹور ہوتی تھی۔  
 "یہ یہاں کیسے؟ یہ نہیں ہو سکتا۔" اچانک انیہ کی نظر ایک سوئڈ بوئڈ شخص پر پڑی جو وہاں کھڑا باقی لوگوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ وہاں کام کرنے والے لڑکوں میں یونی کے ہی چند لڑکے تھے۔ انیہ اس شخص کو وہاں دیکھ کر حیران تھی۔ وہ وہیں چند سیڑھیاں اوپر خاموش بیٹھی تھی۔ اس نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر اپنے بیگ سے فون نکالا اور کیمبرہ پر کلک کیا۔ انیہ نے وہیں بیٹھ کر ایک منٹ تک ویڈیو بنائی اور دو سیڑھیاں مزید اوپر آ کر بیٹھ گئی۔ اب اس تہہ خانے میں موجود کوئی بھی انسان انیہ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انیہ سیڑھیوں پر دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ اس نے جلدی جلدی یہ ویڈیو معینہ اور زمان کو سینڈ کی اور ساتھ میں ایک میسج بھی ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔

اچانک ہسمنٹ میں موجود کسی آدمی کا فون بجا اور وہ چلتا ہوا سیڑھیوں کی جانب آیا۔ بات کرتے کرتے اچانک اس کی نظر سیڑھیوں پر موجود کسی کے دوپٹے کے پلو پر پڑی۔ اس آدمی نے چپکے سے فون بند کیا اور اشارے سے دو لڑکوں کو اپنے پاس بلایا اور اشارے سے کہا کہ اوپر جا کر دیکھو کہ کون ہے؟  
 کچھ لمحوں بعد انیہ ہسمنٹ میں موجود ایک کرسی پر اپنے ہی دوپٹے سے باندھ دی گئی تھی۔  
 "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اس سب میں شامل ہو سکتے ہیں۔ آپ اس غیر قانونی کام کا حصہ ہیں۔" انیہ غصے میں کہہ رہی تھی جبکہ اس کے سامنے تھری پیس سوٹ میں ملبوس پروفیسر شبیر کھڑے ہنس رہے تھے۔

☆.....☆.....☆

زمان نے چپکے سے ادھر ادھر دیکھا اس کھڑکی سے پروفیسر شبیر کے آفس میں داخل ہو گیا۔  
 "اگر پروفیسر شبیر اس سب میں شامل ہیں تو یہاں ضرور کچھ ملے گا۔" زمان نے سوچا۔ زمان کو انیہ کا میسج مل چکا تھا۔ زمان گھوم کر پروفیسر شبیر کی کرسی کے پاس آیا، اسے ہٹایا اور کرسی کے سامنے موجود ٹیبل کے دراز کھول کر چیک کرنے لگا۔

ٹیمبل کے اوپر بہت سلیقے سے ایک طرف ٹیمبل کیلنڈر پڑا تھا جبکہ اس کے ساتھ ہی ایک پین باکس پڑا تھا۔  
 زمان کو نجانے کیا سوچھی، اس نے ایک پین اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔  
 زمان نے نیچے بیٹھ کر اگلا دروازہ کھولا تو اسے ایک ڈائری نظر آئی۔ اس نے ڈائری کھولی اور اس کے چند صفحے  
 پلٹے۔ ڈائری میں زمان کے کام کی کوئی شے درج نہیں تھی۔ وہ ڈائری دراز میں واپس رکھنے ہی لگا تھا کہ اسے  
 دراز میں ایک کاغذ نظر آیا۔ اس نے وہ کاغذ نکال کر ڈائری وہیں رکھ دی۔  
 زمان نے وہ کاغذ کھول کر دیکھا تو وہ حیرتوں کے سمندر میں ڈوب گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر بالکل یقین نہیں  
 آیا مگر وہ سب حقیقت تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" زمان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کاغذ پر زمان کے دستخط موجود تھے اور  
 انیہ کے دستخط موجود تھے اور وہ کاغذ ایک نکاح نامہ تھا۔ اچانک اسے کچھ یاد آیا اور وہ اس حقیقت سے زیادہ چونک  
 گیا۔  
 "انیہ کہاں ہے؟"

☆.....☆.....☆

یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس پر سورج کی چمک آہستہ آہستہ ماند پڑ رہی تھی۔ شام ہو چکی تھی اور سورج  
 غروب ہونے میں ایک دو گھنٹے ہی باقی تھے۔ ایسے میں لائبریری کی اس شان سے کھڑی بلڈنگ کے تہہ خانے  
 میں پروفیسر شبیر انیہ کے سامنے کھڑے ہنس رہے تھے۔  
 "تم کبھی نہیں سمجھ پاؤ گی کہ یہ سب کیا ہے؟ خیر تم مجھے یہ بتاؤ کہ ہمارا ساتھ دو گی یا نہیں؟" پروفیسر شبیر نے  
 اسے وہی آفر کی جو وہ ہر پکڑے جانے والے سٹوڈنٹ کو کرتے تھے۔  
 "کبھی نہیں دو گی بلکہ آپ کو ایک سپوز کروں گی۔" انیہ نے غصے میں چبا چبا کر کہا۔ اتنے میں ایک اور آدمی  
 پروفیسر شبیر کے برابر آ کر کھڑا ہوا۔ اس نئے آنے والے آدمی نے سفاری سوٹ پہن رکھا تھا۔  
 "آپ بھی اس سب میں ان کے ساتھ ہیں؟" انیہ واقعی حیران تھی۔ سلطان پاشا نے ایک قہقہہ لگایا اور  
 اثبات میں سر ہلادیا اور پھر ہنستے چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد سنجیدگی سے گویا ہوئے۔

"تم سوچ نہیں سکتی کہ ہم تمہارے جیسے لوگوں کا کیا حال کرتے ہیں مگر ہم تم جیسی قابلِ بچی کو ضائع نہیں کرنا چاہتے، اس لیے تم ہمارے پاس رہو گی۔" سلطان پاشا نے کہا اور ایک سائیڈ پر چلا گیا۔  
کچھ لمحوں بعد انیہ کے سر پر کچھ زوردار آ کر لگا اور وہ اپنے ہوش کھو بیٹھی۔

☆.....☆.....☆

اچانک زمان کے ذہن میں ایک خیال آیا۔

"انیہ کہاں ہے؟" یہ سوچ کر زمان نے اپنے ہاتھ میں پکڑے کاغذ کو فولڈ کر کے پیٹ کی جیب میں ڈالا اور پروفیسر شبیر کے آفس سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ لائبریری کی جانب تھا۔ لائبریری کے پاس پہنچ کر اس نے انیہ کو میسج کیا مگر کوئی جواب نہ آیا۔

لائبریری کی بلڈنگ کی پچھلی طرف اسے وہی وائٹ کلر کا منی ٹرک نظر آیا۔ زمان نے ایک پل رک کر کچھ سوچا اور پھر اندر کی جانب قدم بڑھا دیے۔ اندر جا کر اسے جلد ہی ہیومنٹ کی سیڑھیاں نظر آ گئیں۔ زمان نے آہستہ آہستہ نیچے اترنا شروع کیا۔ کچھ سیڑھیاں اتر کر ہی اسے سارا منظر نظر آ گیا۔  
وہ سفید سفوف بھی، انیہ بھی اور پروفیسر شبیر اور سلطان پاشا بھی۔ یہ سب دیکھ کر زمان چپ چاپ اوپر آ گیا۔ اوپر آ کر زمان نے معیز کو ایک میسج لکھ کر سینڈ کیا اور پھر فون جیب میں رکھ کر نیچے اتر آیا۔

☆.....☆.....☆

"تم بھی اس کے پیچھے پیچھے آ گئے مگر افسوس کہ اس کی طرح پکڑے گئے۔" دولڑکوں نے زمان کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا جبکہ سلطان پاشا سامنے کھڑا ہنس رہا تھا۔  
"اس کی تلاشی لو اور فون وغیرہ چھین کر میرے ڈیرے پر بھجوا دو۔" یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا۔

☆.....☆.....☆

انیہ کی آنکھ کھلی تو اس کا ہاتھ سر کے پچھلے حصے کی جانب اٹھا مگر یہ کیا؟ اس کے ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے۔ اس نے اٹھ کر آس پاس دیکھا تو خود کو ایک کمرے میں بند پایا۔ یہ ایک کھلا سا کمرہ تھا جس کے دو دروازے آمنے سامنے تھے اور بیٹھنے کے لیے کمرے میں صرف دو کرسیاں رکھی تھیں۔ کمرے میں ایک پیلے رنگ کا بلب جل رہا



تھا اور کمرے کے ایک کونے میں سوکھی گھاس کاٹ کر جلانے کے لیے ترتیب سے رکھی گئی تھی۔

"یہ کونسی جگہ ہے؟" انیہ نے حیران ہو کر سوچا۔ وہ ایک دروازے کے سامنے گئی اور اسے کھولنا چاہا تو وہ لاکڈ تھا۔ دوسرا دروازہ بھی اسی طرح لاکڈ تھا۔ ابھی وہ دوسرا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی کہ پہلا دروازہ کھلا اور کسی نے اسے دھکا دے کر اندر کی جانب پھینکا اور دروازہ ٹھک سے بند کر دیا۔ اس کے ہاتھ بھی انیہ کی طرح بندھے ہوئے تھے۔

"تم۔۔۔ یہاں؟ تم یہاں بھی میرے پیچھے پیچھے آ گئے؟" انیہ نے تلخی سے ہنس کر زمان سے کہا تو وہ نظریں چرا گیا۔

"تمہیں تو مدد لے کر آنا چاہیے تھا۔" انیہ نے اگلی بات اسے غصے میں آنکھیں دکھا کر کہا۔  
"کچھ کرو زمان، اب تو رات بھی ہو گئی ہے۔" کچھ دیر بعد انیہ نے کچھ پریشانی سے کہا اور وہاں کمرے میں ٹھہرنے لگی۔

"کیا کروں؟ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا" انیہ نے ٹھٹھکتے ہوئے جھلا کر کہا جبکہ زمان آرام سے زمین پر بیٹھ چکا تھا  
"کچھ تو کرنا ہوگا لیکن۔۔۔۔" انیہ نے اپنے ہاتھ ہلانے چاہے تو اسے یاد آیا کہ اس کے ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے۔

"پہلے کسی طرح ان کو کھولنا ہوگا۔" انیہ کی اس بات پر زمان نے اس جانب دیکھا تو دونوں کی نظریں ملیں۔  
"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ کچھ کر دتا کہ ہم یہاں سے نکل سکیں۔" اس کے یوں دیکھنے پر انیہ نے بیزارگی سے اسے کہا اور پھر وہیں بیٹھ گئی۔

زمان نے کمرے میں نگاہ دوڑائی تو اسے کچھ خاص دکھائی نہ دیا مگر اوپر کمرے کی چھت میں ایک روشن دان کھلا تھا۔ گاؤں کے ڈیروں کے کمروں کی چھت پر ایسے ہی روشن دان بنے ہوتے ہیں تاکہ جب وہاں دوست مل کر کوئی محفل وغیرہ لگائیں تو سگریٹ یا حقے کا دھواں کمرے میں جمع نہ ہو۔

"ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں مگر یہ ہاتھ۔۔۔" زمان نے سوچا مگر اس کے ہاتھ بھی بندھے ہوئے تھے۔ "ہمیں ایک دوسرے کے ہاتھ کھولنے ہو گئے مگر میں اپنی بات انیہ کو کیسے سمجھاؤں۔" زمان نے بے بسی

سے سوچا۔

"اوں۔۔۔ اودووں۔" زمان نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تو اس کے سوا کچھ نہ نکلا مگر انیہ نے اس کے یوں کرنے پر اس کی جانب دیکھا۔

"کیا ہوا زمان؟" انیہ وہاں سے اٹھ کر اس کے سامنے آ بیٹھی۔ زمان نے سر کے اشارے سے اپنی کمر پہ بندھے ہاتھوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں زمان، میرے بھی ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔" انیہ نے تھکے ہوئے لہجے میں اس سے کہا۔ اس کی بات سن کر زمان نے اپنے دانت مخصوص انداز میں بجائے۔

"میں اپنے دانتوں سے تمہاری رسی کاٹوں؟ تمہارا دماغ خراب ہے؟ اتنی موٹی رسی میں دانتوں سے کیسے کاٹوں؟" انیہ نے اب کی بار کچھ غصے سے کہا۔ زمان نے چاہا کہ انیہ کے بات نہ سمجھنے پر سر پیٹ لے مگر اس میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کرتے ہوئے اپنے دانت جوڑ کر اپنے سر کو اس انداز میں حرکت دی جیسے کوئی رسی کھولتا ہے۔

"میں سمجھ گئی۔ تم چاہ رہے ہو کہ میں اپنے دانتوں سے تمہاری رسی کھولوں؟" انیہ نے اس سے پوچھا تو زمان نے جھٹ سے اثبات میں سر ہلادیا۔ زمان اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور منہ دوسری طرف کر لیا۔ انیہ بھی اس کے پیچھے آ کھڑی ہوئی اور اپنے دانتوں سے اس کی رسی کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد انیہ نے اپنے دانتوں سے زمان کے ہاتھوں کی رسی کھول دی۔ ہاتھ کھلنے پر زمان نے انہیں پر سکون انداز میں ہلایا۔

"اب میری بھی رسی کھول دو۔"

زمان نے جھٹ سے انیہ کی رسیاں بھی کھول دیں۔

"اب باہر کیسے نکلیں؟" انیہ کی اس بات پر زمان نے سر اٹھا کر اس روشن دان کی جانب دیکھا۔

☆.....☆.....☆

"یوسف مینشن" میں رات کے کھانے کے لیے سب لوگ ڈائننگ میں موجود تھے۔ کھانا اچھے ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔ یوسف شاہ کھانا ختم کر کے پانی پی رہے تھے جب انہوں نے زمان کی غیر موجودگی محسوس کی اور

اقراء سے اس کے متعلق پوچھا۔

"آپ کے چھوٹے صاحبزادے کہاں تشریف فرما ہیں؟" ان کا انداز سادہ تھا۔

"پتا نہیں، شاید دوستوں کے ساتھ ہو۔ اس نے مجھے بتایا نہیں۔" اقراء نے جواب دیا۔

"ہوں، جب آئے تو اسے میرے پاس بھیجنا۔" یوسف صاحب نے اقراء سے کہا تو انہوں نے ماندہ کو یہی

بات کہہ دی۔

"ٹھیک ہے مام، میں انہیں کہہ دوں گی۔"

☆.....☆.....☆

رات پورے آسمان پر اپنا آنچل پھیلائے ہوئے تھی۔ ایسے میں سلطان پاشا کے ڈیرے کے اس کمرے میں رات کے اندھیرے سے بچنے کے لیے پیلا بلب روشنی بکھیر رہا تھا۔ باہر آسمان پر چودھویں کا چاند بند کمرے سے دکھائی نہیں دیتا تھا۔

"تم اوپر کیا دیکھ رہے ہو؟" زمان کے یوں مسلسل اوپر دیکھنے پر انیہ نے بھی سر اٹھا کر روشن دان کی جانب دیکھا۔

"کیا ہم یہاں سے نکلنے والے ہیں؟" انیہ نے کچھ گھبرائے ہوئے انداز میں زمان سے پوچھا تو اس نے سادگی سے "ہاں" میں سر ہلادیا۔

زمان نے کمرے میں موجود ان دونوں کرسیوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا اور انیہ کو اشارے سے اسے پکڑنے کا کہا۔ انیہ نے سمجھ کر کرسیوں کو تھاما تو زمان ان کے اوپر چڑھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے بازو لے کر کے روشن دان کا کنارہ پکڑنے کی کوشش کی مگر روشن دان کچھ اونچائی پر تھا۔ زمان نے ایک نظر مڑ کر انیہ کو دیکھا اور اپنی ہتھیلی کی مٹھی بنا کر اشارے سے اسے کرسیاں مضبوطی سے پکڑنے کو کہا۔ انیہ کے ایسا کرنے پر زمان نے چھلانگ لگا کر روشن دان کے کنارے کو پکڑنے کی کوشش کی اور اس بار وہ کامیاب رہا مگر اس کے پاؤں کے نیچے کوئی سہارا نہ تھا۔ انیہ نے فوراً کرسیاں چھوڑ کر اس کے پیروں کو تھاما اور اسے اوپر چڑھنے میں مدد دی۔

اوپر چڑھنے کے بعد زمان نے انیہ کو آنے کا اشارہ کیا۔ انیہ کرسیوں پر چڑھی اور اپنا ہاتھ لمبا کر کے زمان کا

ہاتھ تھام کر اس پیلے بلب کی روشنی والے کمرے کی چھت پر آ گئی۔ انیہ کو اوپر کھینچنے کی وجہ سے زمان کا سانس پھول چکا تھا جبکہ انیہ حیران پریشان سی آس پاس کا علاقہ دیکھ رہی تھی۔

"زمان! ہم کہاں پر ہیں؟ یہ کون سی جگہ ہے؟" انیہ نے زمان سے پوچھا۔ زمان نے نظر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور اپنی انگلی سے ہوا میں لکھ کر انیہ کو بتایا مگر انیہ کو کچھ سمجھ نہ آیا۔

"کوئی جگہ ہے یہ؟ دوبارہ لکھو۔" انیہ کے کہنے پر زمان نے دوبارہ لکھ کر اسے بتایا۔ "یہ سلطان پاشا کا گاؤں ہے اور یہ جگہ ان کا ڈیرہ ہے۔"

"اب ہم کہاں جائیں گے؟" انیہ جو ایک بہادر اور ہوشیار لڑکی تھی، ان حالات کا سامنا کرتے کرتے تھک گئی تھی یا شاید گھبرا گئی تھی۔

زمان نے اشارے سے اسے چلنے کا اشارہ کیا اور چھت کے ایک کنارے تک گیا۔ اپنی مطلوبہ شے وہاں نہ پا کر وہ دوسرے کنارے پر گیا اور پھر اس نے انیہ کو بھی وہاں آنے کا اشارہ کیا۔ چھت کے اس کنارے پر کمرے کی دیوار کے ساتھ ایک اور دیوار تھی جس پر اتر کر وہ دونوں آرام سے زمین تک پہنچ سکتے تھے۔ پہلے انیہ اتری اور اس کے بعد زمان نے بھی اس دیوار پر قدم رکھ کر نیچے چھلانگ لگا دی۔ اب وہ دونوں سلطان پاشا کے ڈیرے سے باہر تھے اور وہ دیوار یقیناً ڈیرے کی جگہ کا احاطہ کرنے کے لیے تھی۔ نیچے اتر کر زمان نے انیہ کو سر کے اشارے سے بھاگنے کا کہا اور پھر وہ دونوں وہاں سے اندھا دھند بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ دونوں گاؤں کی کچی سڑک پر دور بھاگے جا رہے تھے اور چودھویں کا پورا چاند آسمان سے ان پر نظر رکھے ہوئے تھا۔

☆.....☆.....☆

چودھویں کا چاند اس گھر پر بھی اپنی اس شان سے چمک رہا تھا مگر اس وقت اس گھر میں صرف تین افراد موجود تھے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ تینوں لاؤنج میں براجمان تھے جب مومنہ کو انیہ کے متعلق خیال آیا۔

"انیہ کدھر ہے امی؟"

مسرت بوانے چائے کا گھونٹ پی کر اسے جواب دیا۔ "پتا نہیں، کہہ رہی تھی کسی کام سے جا رہی ہے۔ ہو سکتا ہے سٹڈی کے سلسلے میں گئی ہو۔ وہ اکثر گھریٹ ہی آتی ہے۔" مسرت بوانے کہا تو معیز کا جھکا ہوا سر مزید

جھک گیا۔

"کیا ہوا معیز؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ تم نے آج کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھایا۔ کوئی پریشانی ہے کیا؟" چائے پیتی مومنہ نے بھی ایک چور نظر معیز پر ڈالی۔

"دراصل ممانی جان! مجھے انیہ کی فکر ہو رہی ہے۔"

"تم فکر مت کرو، وہ آجائے گی۔ لا پرواہ پنچی نہیں ہے انیہ۔" مسرت بوانے کہا۔ مومنہ نے چائے کا کپ سائیڈ پر رکھا اور انیہ کو کال ملائی۔

"اس کا نمبر بند جا رہا ہے، امی۔" مومنہ نے رابطہ نہ ملنے پر فون کان سے ہٹا کر مسرت بوا کو بتایا۔  
"ہو سکتا ہے اس کے فون کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی ہو۔ تم بیکار میں مجھے ٹینشن مت دو۔" مسرت بوانے مومنہ کو جھڑک دیا۔ اس پر مومنہ نے منہ بنا کر اپنا کپ واپس اٹھالیا۔  
"ممانی جان۔" معیز نے مسرت بوا کو پکارا۔

"بولو بیٹا۔" مسرت بوانے اس کے ستے ہوئے چہرے کی جانب دیکھا۔  
"ممانی جان! اصل میں انیہ مجھے بتائے بغیر میرے ہی کام کے سلسلے میں گئی ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے، وہ خطرے میں ہے۔" معیز کے کہنے پر مسرت بوا کے ساتھ ساتھ مومنہ کو بھی جھٹکا لگا۔  
"معیز، مجھے پوری بات بتاؤ۔" مسرت بوانے ضبط سے کہا تو معیز نے انہیں ساری بات بتادی۔  
"اب شوٹاؤم ہونے والا ہے، میں پولیس سٹیشن جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے ساری رات لگ جائے، آپ پریشان مت ہونا، میں اسے لے آؤں گا۔" معیز نے اٹھتے ہوئے کہا تو مومنہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔  
"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔"

"نہیں، تم ممانی کے ساتھ رکو اور ان کا خیال رکھنا۔" معیز نے اس کی طرف دیکھنے سے احتراز برتا۔  
"امی کے ساتھ آج رات پروین باجی رک سکتی ہیں، میں انیہ کو ڈھونڈنے چلوں گی۔" مومنہ نے ضد کرتے ہوئے کہا تو معیز نے مزید احتجاج نہ کیا۔

☆.....☆.....☆

چودھویں کے چاند کی چاندنی میں ایک آدمی اپنے ہاتھ میں کھانے کا سامان لیے سلطان پاشا کے ڈیرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔ جلد ہی اس آدمی کی حیرت کی جگہ شدید پریشانی نے لے لی کیونکہ ان کے قیدی بھاگ چکے تھے۔ اس آدمی نے پریشانی کے عالم میں سلطان پاشا کا نمبر ملایا اور اسے سارا واقعہ بتایا۔

"تم سب لوگ کہاں مر گئے تھے؟ ایسے کیسے بھاگ گئے وہ دونوں؟" سلطان پاشا سخت برہم تھا۔  
 "پتا نہیں صاحب جی، ہم نے تو ان دونوں کو باندھ کر رکھا تھا اور دروازے تو دونوں باہر سے بند ہیں۔"  
 اس آدمی نے ڈرتے ڈرتے اپنی صفائی دی جبکہ دوسری طرف سلطان پاشا کی پریشانی اور بے چینی آسمان سے باتیں کر رہی تھی۔

"تم سب لوگ پورے گاؤں میں پھیل جاؤ اور گاؤں کے آنے جانے والے راستوں پر اپنے آدمی کھڑے کرو۔ جہاں وہ دونوں ملیں، ٹھکانے لگا دو۔" سلطان پاشا نے کہہ کر ٹھک سے فون بند کر دیا۔  
 فرمان جاری ہو چکا تھا اور چاند کی چاندنی اس فرمان کی خاموش گواہ تھی۔

☆.....☆.....☆

وہ دونوں رات کے وقت بھاگتے جا رہے تھے جب زمان اچانک سے ایک دوسری سڑک پر مڑ گیا تو انہی بھی اس کے پیچھے ہوئی۔

"اب کیا کریں؟ کدھر جائیں؟ ہمارے پاس تو فون بھی نہیں ہے کہ کسی کو مدد کے لیے بلوائیں۔" انہی کی سانس بھاگنے کی وجہ سے پھول چکی تھی اور وہ اپنے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے سانس برابر کر رہی تھی۔  
 زمان اس کی جانب مڑا اور اس سے ہوا میں انگلی سے کچھ لکھ کر کہا۔ "یہ چھت پھلانگ کر دوسری جانب چلو۔"

زمان کی اس بات پر انہی نے اس سے سوال کیا۔ "کیوں؟ ہم ادھر کیوں جائیں؟"  
 انہی کے کہنے پر زمان نے پھر ہوا میں انگلی سے "سوال" لکھ کر اپنا سر نفی میں ہلا دیا جس کا مطلب یہ تھا کہ  
 "کوئی سوال مت کرو۔"

انیہ نے بات سمجھ کر وہ دیوار پھلانگی اور دوسری جانب چلی آئی۔ زمان بھی اس کے پیچھے دوسری جانب چلا آیا۔ ایسے حالات میں انیہ کے ساتھ ایک نوجوان تھا جو بھاگنے اور جان بچانے میں اس کی مدد کر رہا تھا تو انیہ کے لیے یہی کافی تھا۔

"یہ تو کسی کی حویلی لگتی ہے۔" انیہ نے چاندنی میں نہائی سامنے کھڑی عمارت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ زمان نے اس کی بات کے جواب میں اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھ گیا۔

"ویسے یہ کس کی حویلی ہے؟ یہاں کوئی نظر کیوں نہیں آ رہا۔" انیہ نے پھر سوال کیا۔

"VC" زمان نے سادگی سے مڑ کر اسے انگلی سے لکھ کر بتایا۔ انیہ کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گئیں۔

"یہ سلطان پاشا کی حویلی ہے؟ اور تم مجھے یہاں لے آئے۔" انیہ کو زمان کے اس اقدام میں کوئی عظمندی دکھائی نہ دی۔ زمان ایک بار پھر انیہ کی جانب مڑا اور اسے غصے سے گھورنے لگا۔

"اوکے، تم مجھے وہاں سے نکال کر لائے اور اب ہم یہاں بھی سیف ہونگے۔" انیہ نے بات کرتے کرتے ہاتھ اٹھا دیے تو زمان پھر اندر کی جانب بڑھا۔ اندر جانے کے لیے زمان نے وہاں موجود لاؤنج کی ایک کھڑکی کھولی۔

"ویسے ہم یہاں پکا سیف ہیں نا؟" انیہ نے اس بار ڈرتے ڈرتے پوچھا تو زمان نے جھلاہٹ میں تنک آکر اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پر دے مارا۔

"ہاں، ہم یہاں بالکل سیف ہیں۔ چلو اندر چلو، مجھے یہاں ٹھنڈ لگ رہی ہے۔" انیہ نے زمان کی جانب دیکھا اور اس کے تاثرات دیکھ کر بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں وہاں بچھے ایک قالین پر بیٹھے اپنی سانس برابر کر رہے تھے۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے، میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔" انیہ نے کہا تو زمان جو اس کے سامنے بیٹھا تھا، اسے دیکھنے لگا۔ لاؤنج کے اندر روشنی نہیں تھی جس کی وجہ سے زمان انیہ کا چہرہ ٹھیک سے نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ البتہ کھڑکیوں سے چمن کر آتی چاند کی چاندنی کافی زیادہ تھی۔

زمان جب مسلسل اسے دیکھے گیا تو انیہ نے بھی اس کا یوں دیکھنا محسوس کیا اور اس کی جانب دیکھا۔

"زمان کیا بات ہے؟"

زمان نے سر جھٹک کر اپنا سر جھکا لیا۔ پھر اس نے سر اٹھایا تو وہ کافی پریشان لگتا تھا۔

"کوئی بات ہے کیا؟" انیہ کے پریشان ہو کر پوچھنے پر زمان نے اثبات میں سر ہلادیا اور اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا چوکور کاغذ نکالا۔

"یہ کیا ہے؟" انیہ اس کے سامنے سے اٹھ کر اس کت ساتھ آ بیٹھی۔ زمان نے وہ چوکور کاغذ انیہ کو پکڑا دیا۔ انیہ نے جب اسے پکڑا تو اسے پتا چلا کہ یہ ایک فولڈڈ کاغذ ہے۔ انیہ نے اس کی تہیں کھولیں اور ایک کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی تاکہ چاند کی روشنی میں اسے پڑھ سکے۔

انیہ کھڑکی کی جانب منہ موڑے کھڑی تھی جبکہ زمان اپنی جگہ پر بیٹھا اس کی پشت دیکھ رہا تھا۔ جب انیہ مڑی تو اس کی حالت عجیب سی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی تھی اور اس کے لب اور ہاتھ ہولے ہولے کپکپا رہے تھے۔

"یہ۔۔۔ یہ کیا ہے؟" اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ زمان نے اپنا سر پھر سے جھکا دیا۔

☆.....☆.....☆

آدھی رات کو وہ گاڑی سڑک پر دوڑے جا رہی تھی۔ آسمان پر بادل جمع ہونا شروع ہو چکے تھے۔ "ہم کدھر جا رہے ہیں؟" مومنہ نے سر گھما کر گاڑی چلاتے معیز سے پوچھا جس کے دونوں ہاتھ سٹیئرنگ پر تھے۔

"پولیس سٹیشن۔"

"تو انیہ کدھر ہے؟" مومنہ نے اگلا سوال کیا تو معیز نے سر گھما کر اس کی جانب دیکھا۔ "مومنہ، صرف اکیلی انیہ خطرے میں نہیں ہے بلکہ زمان بھی اس کے ساتھ خطرے میں ہے۔" معیز کی اس بات پر مومنہ نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب؟" مومنہ نے سوال کیا۔

"میں نے ممائی کو پوری بات نہیں بتائی ورنہ وہ پریشان ہوتیں۔" معیز کچھ لمحے خاموش رہا۔ "انیہ کے



ساتھ زمان بھی یونیورسٹی گیا تھا۔ جب انیہ نے مجھے ویڈیو سینڈ کی، اس کے بعد وہ شاید پکڑی گئی اور زمان کو یہ سب پتا چل گیا اور وہ بھی اس کو بچانے کے چکر میں پکڑا گیا۔ مگر زمان نے جانے سے پہلے مجھے ایک میسج سینڈ کیا تھا۔ "یہ کہہ کر معیز نے اپنی جیب سے فون نکالا اور زمان کا میسج مومنہ کو دکھایا۔

"معیز، مجھے کچھ دیر پہلے انیہ کی سینڈ کی ہوئی ویڈیو ملی تو میں اس کے پیچھے گیا مگر وہ پکڑی گئی ہے۔ میں بھی اس کی ہیلپ کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔ اس سب میں پروفیسر شبیر کے ساتھ ہماری یونیورسٹی کا وائس چانسلر بھی شامل ہے۔ اگر میں تین گھنٹوں میں تم سے رابطہ نہ کروں تو سمجھ لینا کہ ہم دونوں مشکل میں ہیں۔" زمان کا میسج پڑھ کر مومنہ نے اس کا فون ڈیش بورڈ پر رکھا۔

"پھر اب؟" مومنہ نے پوچھا۔

"ہمارے پاس تمہارے پروفیسر کے خلاف ثبوت ہے، وہ ویڈیو اور اس میں وہاں کام کرنے والے کافی لڑکوں کا چہرہ نظر آ رہا ہے۔ ہم پولیس کی ہیلپ لے کر تمہارے پروفیسر کو پکڑیں گے اور اس سے پوچھیں گے کہ وہ دونوں کدھر ہیں؟" معیز اسے پلان بتا کر خاموش ہو گیا۔

"ایک بات کہہ سکتا ہوں؟" کچھ دیر بعد معیز نے اس سے کہا۔

"کیا؟" مومنہ نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اس رات تم نے میری پوری بات نہیں سنی تھی۔ پلیز اب چپ کر کے سن لو۔" مومنہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ معیز نے اسے روک دیا۔

"میں اس رات تمہیں صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ میں ابھی تم سے شادی نہیں کرنا چاہتا۔ دراصل میں چاہ رہا تھا کہ یہ کام پورا کر لوں پھر اس کے بعد ممافی سے بات کروں۔ اس بار ممافی نے بہت زور دے کر کہا ہے کہ شادی کر لو، مگر میں پہلے تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم اس رشتے پر راضی ہو؟" معیز نے یہ کہہ کر اس کی جانب دیکھا تو اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا تو وہ رو رہی تھی۔ معیز نے گھبرا کر گاڑی ایک طرف روکی۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟ اگر تم راضی نہیں ہو تو میں منع کر دوں گا۔"

مومنہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

"یار چپ کر جاؤ۔ ویسے یہ رشتہ ماموں اور ماما کی مرضی تھا مگر میں بھی تم میں تھوڑا بہت انٹرسٹڈ تھا۔" معیز نے اپنی بات مکمل کی۔

"انٹرسٹڈ" تھا" کا کیا مطلب ہوتا ہے؟" مومنہ نے یک دم سراٹھا کر غصے میں کہا۔ معیز ایک لمحے کو کنفیوز ہو گیا اور پھر مومنہ کے اس ری ایکشن کا مطلب سمجھ کر ہنس دیا۔

"مطلب تم اس رشتے پر راضی ہو؟" معیز نے اس سے پوچھا تو اس نے اپنے آنسو صاف کر کے چہرہ کھڑکی کی جانب کر دیا۔

"پہلے ہم انیہ اور زمان کو ڈھونڈ لیں، پھر بتاؤں گی۔" مومنہ نے کہا تو معیز نے گاڑی سٹارٹ کر کے آگے بڑھادی۔

☆.....☆.....☆

"کیا؟ زمان ابھی تک گھر نہیں لوٹا؟" جب رات کے ساڑھے گیارہ بجے مائدہ نے زمان کے گھر نہ آنے کے بارے میں اقراء کو بتایا تو انہوں نے سب سے پہلے زمان کے دوستوں سے رابطہ کیا۔ جب زمان کے دوستوں سے کچھ پتہ نہ چلا تو وہ اور مائدہ چاروٹا چار یوسف شاہ کے پاس چلی آئیں۔

"اور آپ مجھے اب بتا رہی ہیں؟" یوسف صاحب سخت برہم ہوئے۔ اسی دوران مائدہ بھی ان کے کمرے میں چلی آئی۔

"بھائی کا نمبر ابھی بھی بند جا رہا ہے۔"

"میں کچھ کرتا ہوں۔" یوسف صاحب اپنا فون اٹھا کر باہر چلے گئے۔ یوسف صاحب باہر سے سخت مزاج معلوم ہوتے تھے مگر دل کے نرم تھے اور زمان انہیں بھی خاص عزیز تھا۔

"مائدہ، تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟" اقراء پریشان ہو رہی تھیں۔

"مجھے لگا کہ وہ آجائیں گے، اکثر ہی وہ دوستوں کے ساتھ باہر ہوتے ہیں۔ مگر جب وہ نہیں آئے تو میں نے آپ کو انفارم کر دیا۔" مائدہ نے انہیں کہا۔

"کہاں ہو گا زمان؟" اقراء نے پریشانی سے کہا اور رونے لگیں۔

"مل جائیں گے بھائی، وہ کوئی بچے تھوڑے ہیں جو گم ہو جائیں گے۔ آپ پلیز تھوڑا حوصلہ کریں۔" مائدہ نے اقراء کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"میں پولیس سٹیشن جا رہا ہوں۔ آپ دونوں کسی کو کچھ مت بتانا اور حوصلہ کریں۔ اگر زمان کی کوئی خبر ملے تو مجھے فوراً بتائیں۔" یوسف صاحب نے کمرے میں آ کر کہا اور اپنی گاڑی کی چابی لے کر باہر نکل گئے۔

☆.....☆.....☆

"زمان! میں پوچھ رہی ہوں کہ یہ سب کیا ہے؟" انیہ نے اب کی بار کچھ غصے سے زمان کو دیکھا۔ زمان نے اپنا سر اٹھا کر انیہ کو دیکھا اور اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"ایک دھوکا ہے۔" زمان نے انگلی سے کھڑکی کے شیشے پر لکھ کر اسے بتایا۔

"دیکھو زمان، پہیلیاں مت بھجواؤ اور صاف صاف مجھے پوری بات بتاؤ۔" انیہ اس سے زیادہ پریشان لگ رہی تھی۔ پھر زمان نے ایک گہری سانس لی اور اسی طرح انگلی سے کھڑکی کے شیشے پر لکھ کر انیہ کو آہستہ آہستہ سب بتا دیا۔

"اگر تمہیں نہیں پتا، مجھے نہیں پتا کہ ہمارے سائن یہاں کیسے آئے تو پھر یہ کس نے کیے؟ کہیں یہ فیک تو نہیں؟" زمان نے نفی میں سر ہلادیا۔

"کہیں یہ فرخ کا کام تو نہیں؟"

انیہ کی بڑبڑاہٹ زمان کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حیران ہو کر انیہ کو دیکھا اور اپنی آنکھوں کو مخصوص انداز میں گھما کر پوچھا۔

"کیسے؟"

انیہ کچھ دیر خاموش رہی اور پھر اس نے زمان کو اس شام والا سارا واقعہ بتا دیا۔

"پھر جب میں وہاں سے بھاگی تو تم مجھے روڈ پر مل گئے اور میں نے تم سے مدد مانگی۔" انیہ نے اپنی بات مکمل کی تو زمان کو احساس ہوا کہ اس دن فرخ نے اس سے بھی انہی کاغذات پر دستخط کروائے تھے۔ زمان نے پھر انیہ کو اپنے ساتھ پیش آنے والا سارا واقعہ اپنے طریقے سے بتایا۔

"یا اللہ مجھے پتا بھی نہیں چلا اور میرا نکاح ہو گیا۔" انیہ نے اس بار ہنس کر کہا۔ "ویسے فرخ نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے یہ سب کیا، اب میں اندازہ کر سکتی ہوں۔ ویسے دھوکا صرف میرے ساتھ نہیں بلکہ تمہارے ساتھ بھی ہوا ہے زمان۔ تم کیا سوچتے ہو اس بارے میں؟"

زمان نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔

"ایسے خوشگوار دھوکے تو زندگی میں بار بار ہونے چاہئیں۔" زمان نے سوچا اور ایک چور زخمی نگاہ انیہ پر ڈالی جو اب مطمئن نظر آرہی تھی۔

"میں ابھی آتا ہوں۔" زمان نے انیہ کو اشارے سے کہا اور لاؤنج سے باہر نکل گیا۔۔۔ جب تک وہ واپس آیا تب تک انیہ قالین پر بیٹھی صوفے پر سر رکھے سوچتی تھی۔ زمان اس کے لیے کچھ کھانے کے لیے لانے گیا تھا مگر حویلی کے اندھیرے اور اس سردرات میں اسے حویلی میں کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا۔

زمان تھکے ہوئے انداز میں انیہ کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا اور سوئی ہوئی بے خبر انیہ کو دیکھے گیا۔ پھر کچھ سوچ کر زمان اٹھا اور اس نے اپنی جیکٹ اتار کر سوئی ہوئی انیہ پر ڈال دی جو سردی کے باعث گٹھڑی بنی سو رہی تھی۔ زمان واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا اور آگے کالائٹ عمل طے کرنے لگا۔

حویلی کے آسمان پر بھی بادل جمع ہو چکے تھے۔ اسی لیے چاند کی چاندنی مدھم پڑ چکی تھی۔

☆.....☆.....☆

معیز اکبر ملک کا نامور اسٹکر پرسن تھا۔ اس کے لیے پولیس کی مدد لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ پولیس کی مدد سے معیز نے پروفیسر شبیر کو جادو بوچھا تھا اور لاہریری کے تہہ خانے میں موجود ڈرگز اور وہاں کام کرتے لڑکے بھی پکڑے جا چکے تھے۔

رات کا ڈیڑھ بج رہا تھا جب مومنہ گاڑی میں بیٹھی فون پر مسرت بوا کو تسلی دے رہی تھی۔

"امی، بس صبح تک انیہ ہمارے ساتھ ہوگی۔ آپ فکر مت کریں۔"

جبکہ دوسری طرف مسرت بوا بدستور پریشان تھیں۔

"تم لوگ کتنی دیر کے نکلے ہوئے ہو۔ نہ جانے کس حال میں ہوگی میری بچی!"

"امی آپ فکر مت کریں اور سو جائیں۔ میں ذرا صورتحال پتا کر لوں۔" یہ کہہ کر مومنہ نے فون رکھ دیا۔ اسی لمحے معیز گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھا۔

"کیا پتا چلا؟" مومنہ نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"ان لوگوں نے انیہ اور زمان کو سلطان پاشا کے ڈیرے میں رکھا تھا مگر وہ دونوں اب وہاں سے بھاگ چکے ہیں۔ تمہارے پروفیسر نے بس اتنا ہی منہ کھولا ہے کہ وہ دونوں سلطان پاشا کے گاؤں میں ہی کہیں ہیں کیونکہ اس کی آخری اطلاع کے مطابق وہ دونوں نہیں ملے تھے اور گاؤں کے داخلی اور خارجی راستوں پر ان کے آدمی کھڑے ہیں۔" معیز نے اسے پوری تفصیل سے آگاہ کیا۔

"تو اب ہم کیا کریں گے؟ سلطان پاشا کو کیوں نہیں پکڑا ان لوگوں نے؟" مومنہ نے ایک اور سوال کیا۔  
"کیونکہ ہمارے پاس صرف شبیر صاحب کے خلاف ثبوت ہیں۔ البتہ وہاں موجود کچھ لڑکوں کا بیان ہے کہ اس سب میں وہ بھی انوالوڈ ہے اور زمان نے بھی یہی کہا تھا۔ مزید یہ کہ کچھ لڑکوں کا بیان ہے کہ انہیں مجبور کر کے یہ سب کروایا جا رہا ہے۔"

"تو اب آگے یہ کیا کریں گے؟"

"ظاہر ہے، ان لڑکوں کے بیان پر تحقیق کریں گے۔"

"تو ہم انیہ اور زمان کو کیسے ڈھونڈیں گے؟" معیز نے اسے بتایا تو اس نے ایک اور سوال داغ دیا۔  
"ہم اب سلطان پاشا کے گاؤں کے لیے نکل رہے ہیں، وہ پولیس فورس۔ امید ہے دو گھنٹے تک وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"دو گھنٹے؟" مومنہ نے حیران ہو کر وقت کا اندازہ لگایا۔

"کیوں، تم تھک گئی ہو کیا؟" معیز نے اسے تنگ کرنا چاہا۔ "اگر ایسا ہے تو میں تمہیں پہلے گھر چھوڑ دیتا ہوں۔"

مومنہ نے بوکھلا کر معیز کی جانب دیکھا۔

"نہیں نہیں، میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔ اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہوں گی۔" مومنہ نے پہلی بات معیز

سے کہی اور دوسری بات صرف سوچی۔

☆.....☆.....☆

یوسف شاہ مدد کے لیے اپنے کسی دوست آفیسر کے پاس گئے تو پہلے تو انہوں نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ ایک مقررہ مدت سے پہلے کسی بھی مسنگ رپورٹ پر کام نہیں ہو سکتا۔ پھر جب یوسف صاحب نے دوبارہ کہا تو انہوں نے کچھ پولیس کے افراد یوسف صاحب کی مدد کیلئے ان کے ساتھ بھیج دیے۔ ابھی وہ مختلف ہسپتالز چیک کر کے آگے ڈھونڈنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ ان کا فون بجا۔

"ڈیڈ، بھائی کا کچھ پتا چکا؟" مائدہ نے یوسف شاہ سے کال ملتے ہی پوچھا۔

"نہیں، میں ابھی کوشش کر رہا ہوں۔ آپ کی مام کیسی ہیں اور وہاں کی کیا صورتحال ہے؟" یوسف صاحب نے مائدہ سے پوچھا۔

"مام نے میرے منع کرنے کے باوجود ضامن بھائی کو فون کھڑکا دیا اور اب ضامن بھائی اور سدرہ بھابی صبح کی پہلی فلائٹ سے یہاں آ رہے ہیں۔" مائدہ نے انہیں پوری رپورٹ دی۔

"ان دونوں کو ڈسٹرب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اچھا آپ اپنی مام کا خیال رکھنا، مجھے جیسے ہی کچھ پتا چلے گا، میں آپ کو بتا دوں گا۔" یہ کہہ کر یوسف صاحب نے فون رکھ دیا۔

☆.....☆.....☆

فجر کا وقت تھا اور پورا آسمان بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ایسے میں انیہ کی آنکھ کھلی تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔ اچانک اس کا دھیان اپنے اوپر ڈالی گئی زمان کی جیکٹ پر گیا تو اسے عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے پورے لاؤنج پر نگاہ ڈالی تو اسے کہیں زمان نظر نہ آیا۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے اسے زمان اندر آتا دکھائی دیا مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی یا آگے بڑھتی، انیہ کو زور کا چکر آیا اور وہ وہیں گر گئی۔

زمان نے یہ سب دیکھا تو بوکھلا کر انیہ کے پاس آیا اور اسے سیدھا کیا۔

"اب میں کیا کروں؟" زمان نے سوچا۔ "پانی لاتا ہوں۔"

وہ بھاگ کر حویلی میں ایک جانب اندر چلا گیا اور کچھ دیر بعد وہ واپس آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی

کا گلاس تھا۔ اس نے انیہ کا چہرہ تھپتھپایا مگر کوئی فرق نہ پڑا۔ پھر اس نے چلو بھر پانی اپنے ہاتھ میں نکالا اور انیہ کے چہرے پر پھینکا۔ انیہ تھوڑا سا کسمسائی اور اپنا سر تھام کر اٹھ بیٹھی۔

"میرا سر چکر رہا ہے، زمان۔" انیہ نے مدھم لہجے میں کہا تو زمان نے اسے پانی کا گلاس پکڑا دیا۔ انیہ نے ایک ہی سانس میں سارا پانی پی لیا۔

اب انیہ کچھ بہتر نظر آرہی تھی۔ زمان نے سر گھما کر کھڑکی سے باہر دیکھا تو ہلکی ہلکی روشنی شفق سے پھوٹ رہی تھی۔ انیہ قالین سے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ جیسے ہی وہ صوفے پر بیٹھی اسے سامنے ٹیبل پر چھامروڈ پڑے نظر آئے۔

"یہ کہاں سے آئے؟" انیہ نے ایک نظر زمان پر ڈالی جو اپنے طریقے سے بتانے کیلئے ٹیبل پر انگلی رکھنے ہی لگا تھا۔

"یہ کیا تم ہر وقت اس طرح لکھتے رہتے ہو؟ دیکھو زمان، مجھے اس وقت بہت بھوک لگی ہے اور میں کافی لو فیل کر رہی ہوں۔ اس وقت میں تمہاری بات اس طرح بالکل نہیں سننے والی۔" انیہ نے اکتا کر اس سے کہا اور سامنے پڑا ایک امروڈ اٹھالیا۔

زمان کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا اور اس نے سامنے پڑا نکاح کا پیپر اٹھایا اور اس کی پچھلی طرف اس پین سے لکھا جو اس نے پروفیسر شبیر کے آفس سے اٹھایا تھا۔

"باہر لان میں ایک امروڈ کا درخت ہے، وہیں سے لایا ہوں۔ تمہیں بھوک لگی ہے نا؟" انیہ نے اسکی بات پڑھی اور امروڈ چباتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"زمان، اب ہمیں یہاں سے نکلنے کے بارے میں بھی سوچنا چاہیے۔" انیہ نے ایک امروڈ ختم کر کے دوسرا اٹھالیا۔ زمان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سے انیہ کو دیکھنے لگا۔ انیہ امروڈ کھانے میں مگن تھی۔ اس نے دوسرا امروڈ ختم کر کے تیسرا امروڈ اٹھالیا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ تم بھی کھا لو، تمہیں بھی بھوک لگی ہوگی۔" انیہ نے کہا اور پھر زمان کی جانب دیکھا۔ وہ ابھی بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کچھ کہنا چاہتے ہو؟" انیہ نے امرود کی بائٹ لیتے ہوئے کہا تو زمان چونکا۔ اس نے وہ کاغذ پکڑا اور اس پر لکھا۔

"ہاں، بہت کچھ کہنا ہے۔"

انیہ نے آگے ہو کر پڑھا اور پھر صوفے کی پشت سے ٹیک لگالی۔

"کیا کہنا ہے؟"

زمان نے کاغذ اپنی جانب کھسکا لیا اور کچھ دیر تک لکھتا رہا۔ اتنی دیر میں انیہ نے چوتھا امرود بھی ختم کر دیا۔ جب زمان نے لکھ لیا تو کاغذ انیہ کی جانب بڑھا دیا۔

"میں جانتا ہوں کہ یہ نکاح دھوکے سے ہوا ہے اور ہم دونوں کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ مگر مجھے ایک بات تم سے کہنی ہے جو پہلے کبھی نہیں کہہ سکا۔ تمہیں یاد ہے دو ہفتے پہلے یونی میں، میں نے تمہیں روز دیا تھا۔ تمہیں اس دن کچھ غلط فہمی ہو گئی تھی کہ کچھ لڑکے مجھے تنگ کر رہے تھے بلکہ وہ میرے دوست تھے۔ اس دن میں نے تمہیں وہ روز پر پوز کرنے کے لیے نہیں دیا تھا بلکہ صرف ایک دوست کی حیثیت سے دیا تھا۔ لیکن جو اصل بات میں تم سے کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تمہیں پسند کرتا ہوں یا شاید اس سے بھی زیادہ، اور میں اس نکاح کو حتمی شکل دینا چاہتا ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تم ایسا نہیں کر سکتی۔ تم کیسے ساری لائف میرے ساتھ گزارو گی بلکہ تمہارے ذہن میں تو ایسا کچھ نہیں ہے۔ اسی لیے میں واپس جاتے ہی اس کاغذ کے سائن سے تمہیں آزاد کر دوں گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم اچھے دوست ہمیشہ رہیں گے۔ میں صرف تم سے سچ بولنا چاہتا تھا، اسی لیے یہ سب بتایا۔" زمان کی بات پڑھ کر انیہ نے وہ کاغذ ایک سائیڈ پر رکھا۔

"زمان، تم ایک اچھے لڑکے ہو اور کثیر کرنا جانتے ہو، اس سے زیادہ میں نے تمہارے لیے کبھی نہیں سوچا" یہ کہہ کر انیہ وہاں سے اٹھ کر باہر نکل آئی جبکہ زمان کو تھوڑا سا دکھ ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو سنبھالا اور وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے وہ کاغذ پھر سے فولد کر کے اپنی جیب میں ڈالا اور انیہ کے پیچھے باہر نکل آیا۔

وہ حویلی کے باہر کھڑی تھی جب زمان اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا۔

"اب آگے کہاں جائیں؟" انیہ نے اس سے سوال کیا۔ اس کا انداز بالکل نارمل تھا جیسے کچھ لمحے قبل زمان



نے کوئی اقرار کیا ہی نہیں تھا۔

زمان نے بین سے اپنے ہاتھ پر لکھا۔ "باہر جا کر مدد مانگتے ہیں۔"

"اگر ہم باہر گئے تو پکڑے جائیں گے، بدھو۔" انیہ نے اسے کہا۔

"اگر نہ گئے تو ادھر بھی پکڑے ہی جائیں گے۔" انیہ نے زمان کی بات پڑھی اور پھر وہ دونوں اسی راستے سے حویلی سے باہر نکل آئے جس راستے سے داخل ہوئے تھے۔

☆.....☆.....☆

"آپ نے اچھا کیا جو امی کو دوا دے کر سلا دیا۔ نہیں تو وہ خوا مخواہ پریشان ہوتیں۔" مومنہ گاڑی میں بیٹھی فون پر پروین سے مسرت بوا کا پوچھ رہی تھی جبکہ معین پولیس کے ساتھ مسلسل ان دونوں کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا۔ انہوں نے گاؤں میں داخل ہوتے ہوئے کچھ لوگوں کو بھی پکڑا تھا جو پولیس کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے مگر ان سے بھی زمان اور انیہ کی کوئی خبر نہ ملی۔

"اچھا پروین باجی، میں آپ کو پھر کال کرتی ہوں اور انشاء اللہ ہم جلد ہی انیہ کو واپس لے آئیں گے۔" مومنہ نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔ معین ایک سائیڈ پر کھڑا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ اس نے فون رکھا تو اس کا دھیان اپنے پیچھے کھڑی مومنہ پر گیا۔

"کیا ہوا؟ تم گاڑی سے باہر کیوں آ گئی؟" وہ رات کا سویا نہیں تھا اور اس لیے کافی تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"کچھ پتا چلا؟" مومنہ نے پوچھا۔

"نہیں، مگر اتنا کنفرم ہے کہ وہ گاؤں میں ہی کہیں ہیں اور سلطان پاشا نے قبل از گرفتاری ضمانت کروالی ہے۔" معین نے اسے بتایا۔

"مطلب؟" مومنہ کو امچھنبا ہوا۔

"سلطان پاشا کے خلاف چند لڑکوں نے بیان دیا ہے کہ وہ بھی اس سب میں شامل تھا، مگر جب پولیس اس کے گھر گئی تو وہ ضمانت کروا چکا تھا۔"

"اب ہم گاؤں میں ان دونوں کو ڈھونڈیں گے؟" مومنہ نے پوچھا تو معین نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ

دونوں گاڑی کی جانب چل دیے۔

☆.....☆.....☆

"یوسف مینشن" میں ضامن اور سدرہ آچکے تھے اور وہ دونوں لاؤنج میں ایک صوفے پر براجمان اپنی ماں کو حوصلہ دے رہے تھے۔ یوسف شاہ بھی سامنے ایک سنگل صوفے پر بیٹھے تھے اور انہوں نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام رکھا تھا۔ اقراء مسلسل روئے جا رہی تھیں۔

"مام، اب میں آگیا ہوں تو اسے ڈھونڈ لوں گا۔ آپ فکر مت کریں۔" ضامن نے اقراء سے کہا۔

"ساری رات گزر گئی، نجانے کس حال میں ہوگا؟" اقراء نے روتے ہوئے کہا۔

"میں جہاں جہاں ڈھونڈ سکتا تھا، ڈھونڈ چکا ہوں۔" یوسف صاحب نے بھی مداخلت کی۔

"وہ مل جائے گا ڈیڈ، بچہ نہیں ہے وہ۔ اپنا خیال خود رکھ سکتا ہے۔" ضامن نے یوسف صاحب سے کہا جو رات بھر کے تھکے ہوئے تھے۔

"آپ ایسا کریں مام کا خیال رکھیں، میں تب تک ناشتے کی تیاری دیکھ لوں۔" سدرہ نے وہاں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ضامن نے صرف سر ہلایا۔

"ماندہ کہاں ہے؟" ضامن نے ماندہ کی غیر موجودگی محسوس کر کے کہا۔

"وہ اپنے کمرے میں سو رہی ہے، وہ ساری رات جاگتی رہی ہے۔ آپ کی مام کا خیال رکھ رہی تھی۔" یوسف صاحب نے کہا تو ضامن نے سر ہلادیا اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" ضامن یہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔

ضامن اور سدرہ ایک گھنٹہ پہلے ہی یہاں پہنچے تھے اور یوسف صاحب سے موجودہ صورتحال جان کر وہ دونوں بھی افسردہ ہو گئے تھے، مگر حوصلہ نہیں ہارے تھے۔

ماندہ بھی ساری رات اقراء کے ساتھ جاگتی رہی تھی مگر اب وہ بھی سو چکی تھی۔

"اقراء، آپ اپنے آپ کو سنبھالیں۔" یوسف شاہ نے اقراء کو چپ کراتے ہوئے کہا۔

☆.....☆.....☆

گاؤں کی کچی سڑک پر وہ دونوں پیدل چلتے جا رہے تھے۔

"تمہیں یہاں کے راستوں کا پتا ہے؟" انیہ نے زمان سے سوال کیا۔ زمان نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر تم کل رات کیسے مجھے وائس چانسلر صاحب کی حویلی تک لے گئے؟" انیہ نے ایک اور سوال داغا۔

زمان نے اپنے ہاتھ پر لکھ کر اسے بتایا۔ "حویلی کے باہر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔"

"وہ سامنے دیکھو زمان، کوئی آرہا ہے۔" تھوڑا آگے چلنے کے بعد انہیں کوئی آدمی اس جانب آتا دکھائی دیا

ورنہ اب تک ان کے آس پاس صرف لہلہاتے درخت اور فصلیں ہی تھیں۔ زمان نے اس جانب دیکھا تو وہ آدمی سائیکل پر سوار تھا۔

"میں اس سے بات کرتی ہوں۔" جب وہ آدمی قریب آیا تو انیہ نے اسے روکا اور وہ دونوں اس کے پاس

چلے آئے۔ اس آدمی نے سر پر پگڑی رکھی ہوئی تھی۔

"بھائی، ہمیں تمہارا فون چاہیے۔ ایک کال کرنی ہے، ہم شدید مشکل میں ہیں۔" انیہ نے اس آدمی سے کہا

جس کی سائیکل پر اخبار لدے ہوئے تھے۔ وہ یقیناً اخبار فروش تھا۔

"فون تو ہے میرے پاس لیکن یہاں سگنل کا کافی مسئلہ رہتا ہے۔ اور تم دونوں یہاں کے لگ نہیں رہے؟"

اس آدمی نے مشکوک انداز میں آنکھیں سیڑ کر کہا۔

"ہاں، ہم یہاں کے نہیں ہیں۔ اسی لیے تو مدد مانگ رہے ہیں آپ سے۔" انیہ نے اس آدمی کو جواب دیا۔

"کہیں تم دونوں اغوا شدہ تو نہیں ہو؟" اس آدمی نے ایک اور سوال کیا۔

"کچھ کچھ ہیں۔" انیہ نے عجیب سا جواب دیا۔

"مطلب؟" اس آدمی نے اب حیران ہو کر ان دونوں کی جانب دیکھا۔

"کچھ نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ہماری مدد کریں گے یا نہیں؟" انیہ نے اکتا کر اس آدمی سے پوچھا۔

"اصل میں بہن، یہاں پر پولیس کے ساتھ شہر سے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں، دو لوگوں کی تلاش میں۔

تمہیں دیکھ کر مجھے لگا کہ وہ دو لوگ تم ہی ہو، اسی لیے پوچھ لیا۔"

اب حیران ہونے کی باری انیہ کی تھی۔ اس نے اس آدمی سے کہا۔ "ہمیں وہاں لے چلو۔"

زمان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے روکا۔

"وہ پروفیسر شبیر اور سلطان پاشا صاحب بھی ہو سکتے ہیں۔" زمان نے اپنے ہاتھ پر لکھ کر اسے محتاط انداز میں بتایا۔

"اگر وہ دونوں ہوئے تو اس بار میں انہیں دیکھ لوں گی اور یہ آدمی ہے نا ہمارے ساتھ۔" زمان نے انہی کے اس فیصلے پر اسے گھورا۔

"اچھا چلو، ہم دور سے ہی کنفرم کر لیں گے، اور ویسے بھی اس آدمی نے کہا ہے کہ ان کے ساتھ پولیس بھی ہے۔" اب کی بار زمان کچھ مطمئن ہوا۔

☆.....☆.....☆

گاؤں کی فضا میں خنکی تھی۔ بادل ابھی تک آسمان پر جمع تھے، مگر برسے نہیں تھے۔ معیز ایسے میں ایک طرف کھڑا پولیس کے کسی آدمی سے کچھ ڈسکس کر رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھی مومنہ تک ان کی آواز نہیں پہنچ رہی تھی، نہ ہی مومنہ کا دھیان اس جانب تھا۔ وہ دور تک نظر آنے والے کھیتوں پر نظریں جمائے ہوئے تھی۔ اچانک اس کی نظر اس طرف آنے والے تین لوگوں پر پڑی۔ وہ ایک جھٹکے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر نکلی۔

"معیز، ادھر آؤ، جلدی۔" مومنہ چلائی۔ مومنہ کے چلانے پر معیز جلدی سے بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ "کیا ہوا؟" اس نے مومنہ سے پوچھا۔ جب مومنہ نے معیز کو کوئی جواب نہ دیا تو معیز نے بھی اس جانب دیکھا جس طرف مومنہ دیکھ رہی تھی۔

انیہ اور زمان بھی ان دونوں کو دیکھ چکے تھے۔ انہی بھاگ کر آئی اور مومنہ کے گلے لگ گئی۔ معیز بھی چند قدم چل کر ان تک آیا اور اس آدمی کا شکریہ ادا کیا، جو انہیں یہاں تک لایا تھا۔

"کہاں تھی تم؟ امی اتنا پریشان ہو رہی تھیں۔" مومنہ نے الگ ہوتے ہوئے انہی سے کہا۔

"بوا سے کہنا تھا کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی میرے ساتھ زمان تھا، اس نے میری بہت مدد کی ہے۔" انہی نے مسکرا کر زمان کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

معیز نے واپس چلنے کا عندیہ دیتے ہوئے کہا۔ "باقی باتیں گاڑی میں بیٹھ کر ہوں گی، ابھی موسم بھی کچھ ٹھیک

نہیں لگ رہا۔"

پھر وہ سب رات بھر کے تھکے ہوئے گاڑی میں آ بیٹھے۔

"زمان، تم اپنے گھر انفارم کر دو۔" معیز نے اپنا فون زمان کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا تو زمان نے فون پکڑ کر میچ لکھ کر سینڈ کیا۔

"میں امی کو بھی بتا دیتی ہوں ورنہ وہ خواہ مخواہ پریشان ہوگی۔" مومنہ نے بھی مسرت بوا کا نمبر ملاتے ہوئے کہا۔

"اب تم دونوں مجھے پوری کہانی شروع سے اور تفصیل سے بتاؤ گے۔" معیز نے گاڑی گاؤں کی حدود سے نکل کر مین روڈ پر ڈالتے ہوئے کہا۔ انیہ نے آہستہ آہستہ ان دونوں کو کل رات کے سارے واقعات بتا دیے اور پھر اس نے دھوکے والے نکاح کے بارے میں بھی سب کو بتا دیا۔

"What a wonderful happening" مومنہ نے خوشگوار لہجے میں کہا۔

"مگر یہ نکاح مشکوک ہے۔ اگر تم دونوں نے اسے Continue کرنا ہے تو دوبارہ نکاح کرنا ہے پورے رسم و رواج کے ساتھ۔" معیز نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں معیز، انیہ نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ وہ ابھی دور دور تک شادی نہیں کرنا چاہتی۔" مومنہ نے ایک دفعہ پھر منہ کھولا تو معیز نے بیک دیو مر میں پیچھے بیٹھے نفوس کی جانب دیکھا۔ زمان افسردہ دکھائی دے رہا تھا جبکہ انیہ سنجیدہ تھی اور اس نے اپنے لب بھینچ رکھے تھے۔

معیز کو یوں پیچھے دیکھتے پا کر زمان مسکرایا اور اس نے معیز سے اشارے سے کوئی کاغذ مانگا۔ معیز نے اسے گاڑی میں موجود ایک نوٹ پیڑ تھما دیا۔ زمان نے اس پر چند الفاظ گھسیٹے اور مومنہ کو نوٹ پیڑ پکڑا دیا۔

"نہیں مومنہ، یہ صرف ایک دھوکے سے کیا گیا نکاح ہے اور صرف پیپر پر سائن کیے تھے ہم نے۔ میں واپس پہنچتے ہی انیہ کو اس سے فری کر دوں گا۔" انیہ نے ابھی تک معیز اور مومنہ کو زمان کے اقرار کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا۔

"جو بھی ہوگا، تم دونوں کا فیصلہ ہوگا۔" مومنہ نے پیچھے مڑ کر زمان کو کہا تو زمان سر جھکا کر مسکرا دیا۔ اسے سمجھ

نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی قسمت پر روئے یا رشک کرے۔

اسی لمحے کسی نے زمان کی گود میں دھرا اس کا ہاتھ تھا۔

"نہیں، میں یہ نکاح رکھنا چاہتی ہوں۔" انیہ کی آواز گاڑی میں بیٹھے سب لوگوں نے سنی۔

مومنہ اور زمان کی حیرت ان کے چہروں سے واضح تھی۔ زمان کو تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ یہ اچانک سے ہوا کیا ہے۔

معیز سامنے دیکھتا خوشگوار مسکراہٹ کے ساتھ ڈرائیو کر رہا تھا۔

"انیہ۔ گڈ Decision" معیز نے صرف اتنا کہا۔

"ویسے معیز بھائی، آپ دونوں ساتھ ساتھ کیسے؟" انیہ نے معیز اور مومنہ کے ایک کی وجہ پوچھی۔

"بس اللہ کی قدرت۔" معیز نے ہنس کر کہا تو مومنہ نے مصنوعی غصے سے اسے آنکھیں دکھائیں۔ زمان

نے انیہ اور معیز کی اس بات پر حیران ہو کر انیہ کی جانب دیکھا جواب تک اس کا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی۔ انیہ نے معیز اور مومنہ کے متعلق ساری بات زمان کے گوش گزار کر دی۔

"ویسے تم نے کہا تھا کہ کام ہو جانے کے بعد مجھے جواب دو گی۔" معیز نے انیہ اور زمان کو باتوں میں

مصروف پایا تو شرارتی لہجے میں مومنہ سے بولا۔

"آپ کو اب بھی جواب کی ضرورت ہے؟" مومنہ نے تڑخ کر پوچھا۔

"ہاں نا۔" معیز نے چہرے پر معصومیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"میرا جواب "نہ" ہے۔" مومنہ نے اسے فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے نہ سے فرق کس کو پڑتا ہے؟ میں تو تم سے ہی شادی کروں گا۔" معیز نے اسے تنگ کرتے

ہوئے کہا۔

"کر لینا مگر فی الحال مجھے بھوک لگ رہی ہے۔" مومنہ نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہا تو انیہ اور زمان کو بھی

بھوک کا احساس ہوا۔

"ہاں، بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے اور شاید زمان کو بھی۔" انیہ نے زمان کی طرف سوالیہ نظروں سے

دیکھتے ہوئے کہا کہ کیا واقعی اسے بھوک لگ رہی ہے؟

"نہیں، میں تو انسان نہیں ہوں۔" زمان نے یہ بات صرف سوچی اور اثبات میں سر ہلادیا۔

"آگے کہیں ریٹ ایریا دیکھ کر گاڑی روکتا ہوں اور پہلے سب ناشتہ کرتے ہیں۔" معیز نے ان کو حل پیش کیا۔ "پھر ان دونوں کو گھر چھوڑ کر میں تمہیں چھوڑ آؤں گا۔ آفرآل، تمہارے گھر والوں کو بھی تو ساری صورتحال کلیئر کرنی ہے۔" معیز نے زمان سے کہا تو زمان نے سر ہلادیا۔

"نہیں، میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی۔" انیہ نے مداخلت کی تو مومنہ نے بھی ساتھ چلنے کا کہا۔  
"ٹھیک ہے، سب چلیں گے۔" معیز نے کہا۔

اب بادل آہستہ آہستہ برسا شروع ہو چکے تھے اور یقیناً کچھ دیر تک اپنے پورے زور سے برستے۔ مگر اب وہاں گاڑی میں موجود ان چار افراد کو بادلوں کے گر جنے یا برسنے کا کوئی خوف نہیں تھا۔



"یوسف مینشن" میں رات کے کھانے کے لیے ٹیبل پر پورا خاندان موجود تھا۔ بارش کافی دیر ہوئی، رک چکی تھی۔ کھانا اچھے ماحول میں کھایا جا رہا تھا۔

"بھئی، اب تو میں زمان کی شادی کروا کر ہی جاؤں گا۔" ضامن بھائی نے اپنے سامنے بیٹھے زمان کو لقمہ دیا۔ غم اور پریشانی کے بادل تو کب کے چھٹ چکے تھے۔

"ویسے آپ دونوں تو اس کے فیصلے سے خوش ہیں نا؟" ضامن نے یوسف صاحب اور اقراء سے پوچھا۔  
"ہاں بھئی، مجھے پتا ہے کہ میرا بیٹا بہت خاص ہے۔" اقراء نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ یوسف صاحب نے صرف مسکرانے پر اکتفا کیا۔

"بھائی، ویسے مجھے کچھ کچھ خبر ہو گئی تھی، جس طرح آپ مال میں انہیں دیکھ کے۔۔۔۔۔" زمان کے ساتھ بیٹھی ماندہ نے اس کو سرگوشی میں کہا تو زمان نے اس کے سر پر چپت رسید کر کے اسے چپ کرادیا۔

زمان یوسف کے لیے آج کا دن تو سب سے خاص دن تھا۔ اس کے لیوں سے مسکراہٹ جیسے چپک کر رہ گئی تھی۔ کھانا ختم کرنے کے بعد وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ کمرے میں آ کر وہ بیڈ پر لیٹا

اور ماضی قریب میں ہونے والے واقعات کو سوچتا رہا۔

"نہیں، میں یہ نکاح رکھنا چاہتی ہوں۔" اس کا ہاتھ تھا مے انیہ نے یہی اقرار کیا تھا۔ اچانک زمان اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے نئے خریدے گئے فون سے انیہ کو میسج کیا۔

"انیہ، کیا تم نے وہ سب دل سے کہا تھا؟"

کچھ ہی دیر بعد زمان کے فون پر کال رنگ ہوئی۔ اس نے دیکھا تو انیہ کی کال تھی۔ زمان نے کال کاٹ کر میسج ٹائپ کیا۔

"میں کالز نہیں سنتا۔" میسج سینڈ کرنے کے کچھ لمحوں بعد اسے پھر انیہ نے کال کی جسے اس بار زمان نے اٹھا لیا۔

"میں جانتی ہوں کہ تم کالز کیوں نہیں سنتے۔" انیہ اپنی سٹڈی میں ایک کاؤچ پر بیٹھی اسے فون پر کہہ رہی تھی۔ اس کا موڈ بھی کافی خوشگوار تھا۔ اس نے سٹڈی کی کھڑکیوں پر پردے ڈال رکھے تھے اور مصنوعی روشنیوں میں وہ سٹڈی چمک رہی تھی۔

"خیر، میں تو تمہیں کال ہی کروں گی جب بھی مجھے تم سے کچھ کہنا ہو تو۔ زمان، تم ایک بات اپنے دماغ سے نکال دو کہ میں نے تم پر ترس کھا کر یہ فیصلہ کیا ہے۔ تم ترس کے قابل ہو بھی نہیں، میں نے اپنی مرضی سے یہ فیصلہ کیا ہے۔ اور جہاں تک بات پسند کرنے کی ہے۔"

زمان دم سادھے اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"تو میرے ساتھ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ تم اچھے ہو، کثیر کرنا جانتے ہو اور مجھے پسند کرتے ہو، میرے لیے یہی کافی ہے۔" تھوڑے سے وقفے کے بعد وہ پر جوش ہو کر بولی۔ "تمہیں پتا ہے آج میں نے مسرت بوا سے بھی بات کر لی، انہیں کوئی برائی نہیں لگی اس فیصلے میں بلکہ جب میں نے انہیں اس رات کی پوری داستان سنائی تو وہ اب اس معاملے کو لٹکانا نہیں چاہتیں اور وہ کل ہی تمہارے گھر آنے کا سوچ رہی ہیں۔"

اچانک زمان نے کال کاٹ دی اور میسج ٹائپ کر کے انیہ کو سینڈ کیا۔

"ہاں ہاں، تم بولتی رہو۔ ویسے بھی ساری زندگی تمہیں ہی تو سننا ہے مجھے۔ ابھی سے پریکٹس کر لیتا ہوں۔"



باہر آسمان پر چاند بھی ان دونوں کی مسکراہٹوں کا گواہ تھا۔

☆.....☆.....☆

"میری یونیورسٹی میں جو بھی غیر قانونی کام ہو رہا تھا، میں اس سے مکمل طور پر لاعلم تھا۔ میں پروفیسر شبیر کو سخت سے سخت سزا دلواؤں گا تاکہ وہ عبرت کا نشان بنے اور آئندہ کبھی کوئی اس عہدے پر ہونے کے باوجود ایسا کام نہ کرے جو اس قوم کی جڑیں ہلا دے۔ میں باقی مجرموں کو بھی سزا دلوانے کی پوری کوشش کروں گا۔ جن بچوں کو مجبور کر کے ان سے یہ کام کروایا جا رہا تھا، میں ان کی مکمل حمایت کروں گا تاکہ آئندہ کسی مجبور انسان کو بے زبان سمجھ کر ان سے فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔ میں مجبور کی زبان کو بے زبان نہیں رہنے دوں گا۔" یونیورسٹی آف آرٹس اینڈ کرافٹس کے چیئر مین بورڈ آف گورنرز روشن ملک پریس کانفرنس کر رہے تھے۔

"اور میں اس ملک کے قابل اور نامور آدمی معیز اکبر کا بھی شکر گزار ہوں، جس نے ایک رپورٹ ملنے پر ایکشن لے کر تحقیق کی اور میری یونیورسٹی کو ان لوگوں سے پاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ سب کے آنے کا شکریہ۔ پاکستان زندہ باد!"

چند گھنٹوں بعد روشن ملک زمان یوسف اور انیہ صدیق کا بھی شکریہ ادا کر رہے تھے جو یونی میں ہونے والے ایک لانچ میں مدعو تھے اور روشن ملک اس کی میزبانی کر رہے تھے۔

"نہیں سر، یہ ہماری ذمہ داری تھی۔" انیہ نے خلوص دل سے کہا تو زمان نے بھی سر ہلادیا جبکہ ان سے کچھ فاصلے پر معیز چند افراد میں گھرا ہوا تھا اور مومنہ، کاشفہ اور مریم کے ساتھ اس لڑکے کی مجبوری کی داستان سن رہی تھیں جو اب آزاد تھا، اپنی ماں کی دوالانے کے لیے اور اپنے چھوٹے بھائی کی پڑھائی کا خرچ اٹھانے کے لیے اور بغیر جھجک اور ڈر کے آواز اٹھانے کے لیے۔

☆.....☆.....☆

تین ہفتے بعد:

انیہ آئینے کے سامنے کھڑی بال خشک کر رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے کہیں جانے کی جلدی ہو۔

"زمان، جلدی سے اٹھ جاؤ۔" اس نے بیڈ پر سوئے ہوئے زمان کا بازو پکڑ کر ہلایا اور آئینے کے سامنے

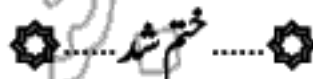
کھڑی ہو کر لپ گلوں لگانے لگی۔ زمان آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر انیہ کو دیکھنے لگا۔ انیہ نے بھی آئینے میں اسے دیکھا تو زمان نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے چائے کا کہا۔

"زمان، میں پہلے ہی لیٹ ہو چکی ہوں اور تمہیں چائے چاہیے۔ سرت بوا کی کال آئی تھی کہ معیز نے آدھا گھنٹہ پہلے مانو کو سیلون ڈراپ کر دیا ہے۔" انیہ نے غصے سے کہا تو زمان نے مسکرا کر ہاتھ اٹھا دیے اور بیڈ سے نیچے اترے۔

"تم اب کہیں اپنے دوست کے ویسے کے لیے لیٹ مت ہو جانا۔" زمان نے مسکرا کر اپنا ٹاول اٹھایا اور واش روم کی جانب چل پڑا۔

"میں مانو کے ساتھ ہی میرج ہال آؤں گی۔ تمہارے کپڑے وارڈروب میں پریسڈ پڑے ہوئے ہیں۔" یہ کہہ کر انیہ نے اپنا پرس اٹھایا اور دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلنے لگی تو اچانک اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ زمان بالکل اسی کے انداز میں واش روم کے کھلے دروازے پر ایک ہاتھ رکھے مڑ کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے یوں دیکھتے پا کر انیہ بھی مسکرا دی اور باہر نکل گئی۔

مشکلوں اور پریشانیوں کی برسات کا موسم کب کا ختم ہو چکا تھا۔ اب تو صرف موسم بہار کی آمد آمد تھی اور کوئی اپنے آنگن میں آنے والی خوشیوں اور مسکراہٹوں کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔





بہترین ڈسکاؤنٹ پر کتب خریدیں